یا ایہا الناس قد جاءکم برہان من ربکم وانزلنا الیکم نوراً مبیناً

البرہان

بابت ماہ شعبان ۱۳۳۳ھ
مطابق جون ۱۹۱۵ء

امام نمبر

یعنی

اسلامی - علمی - اخلاقی - تمدنی - تاریخی ماہوار رسالہ

بہ سرپرستی

سرکار علامۃ الشیخ عبد العلی ہروی الطہرانی مدظلہ العالی

مرتبہ سید محمد سبطین سرسوی

فہرست مضامین

باہتمام منیجر دفاع عام سٹیم پریس لاہور میں چھپکر بازار حکیمان لاہور سے شائع ہوا

اغراض و مقاصد

(۱) اسلام کی تعلیم سے پبلک کو آگاہ کرنا اور بتلانا کہ اسلام کیا ہے؟ (۲) حقیقت و حقیت قرآن اور اس کے احکام کی خوبی اور اُس کی جامعیت کا بیان کرنا کہ وہ جملہ ضروریات مایحتاج عالم من حیث الفطرۃ والاجتماع پر حاوی ہے اور تمام شبہات سے منزہ۔ (۳) حقیقت و حقیت مطلق نبوت اور اس کے کمالات ختم نبوت و خاتم النبیینؐ کے فضائل و علوم کمالات کا دکھانا۔ (۴) آنحضرت صلعم کے اخلاق حسنہ و طریق تعلیم کا بیان کہ کس طرح عرب جیسی جاہل و سرکش قوم کو اپنا مطیع بنا لیا تھا۔ اور غیر مذہب کے ساتھ آپ کا حسن سلوک کیسا تھا۔ (۵) اسلام کے تنزل کے اسباب کا بیان اور اُسکی ترقی کی بہترین تدابیر و ذرائع سے جو موافق تعلیم اسلام ہوں اہل اسلام کو آگاہ کرنا۔ (۶) اتفاق و اتحاد کی ضرورت اور اسکی تدابیر بتلانا۔ (۷) تحقیقات علمیہ و اکتشافات فلسفیہ سے پبلک کو فائدہ پہنچانا۔ (۸) اُردو لٹریچر کو علمی۔ تاریخی تمدنی و اخلاقی مضامین کے اضافہ سے ترقی دینا ۔

قواعد و ضوابط

(۱) یہ رسالہ بالفعل ہر قمری مہینے کی پہلی تاریخ کو شائع ہوگا۔ (۲) عام سالانہ چندہ جو ہر ایک سے پیشگی لیا جائیگا عہ ۔ خاص ۵؎ ۔ رؤسا سے ۱۰؎ و ۲۵؎ ۔ والیان ریاست سے جو کچھ وہ عنایت فرمائیں غربا سے خاص رعایت کیجائیگی۔ قیمت فی پرچہ ۳ ؍ (۳) جن اصحاب کے پاس کسی وجہ سے کوئی نمبر نہ پہنچے وہ تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ کے اندر اطلاع دیں۔ دس تاریخ کے بعد رسالہ دوبارہ بلاقیمت روانہ نہ کیا جائیگا۔ (۴) جواب طلب امور کیواسطے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے۔ خط پر چٹ کا نمبر ضرور ہونا چاہیئے۔ (۵) جو صاحب اپنا پتہ بدلوانا چاہیں۔ تاریخ روانگی سے ایک ہفتہ پہلے دفتر کو مطلع فرمائیں۔ ورنہ عدم اطلاع کے سبب جو رسالے ضائع ہوں۔ اُن کی شکایت معاف۔ (۶) جو حضرات پانچ خریدار بہم پہنچائیں اور اُن کا چندہ نقد عطا فرمائیں۔ اُن کی خدمت میں "البرہان" سال بھر تک بطور نذر حاضر ہوتا رہیگا۔ (۷) مضمون نگار صاحبان کو ہر ایک مضمون میں تہذیب اور قانون کا لحاظ رکھنا چاہیئے ۔

هاتوا برهانكم ان كنتم صٰدقين

البرہان

جلد (۵) | بابت ماہ شعبان المبارک ۱۳۶۳ھ | نمبر (۸)

الاستفسارات

نوٹ ہمارے مکرم دوست سید شمیم الحسن صاحب سب انسپکٹر پولیس تھانہ تریا سوجان ضلع گورکھپور نے سال گذشتہ خواہش ظاہر کی تھی۔ کہ البرہان میں ایک مضمون شائع کیا جائے جس میں چند سوالات کے متعلق جوابات درج ہوں۔ چنانچہ آپ نے ایک خط مورخہ ۸/۱۴ ۲۲ کے ضمن میں فرماتے ہیں "اس لیے عام مسلمانوں کے فائدے کے لئے یہ نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ اپنے معزز رسالے البرہان میں جو اگلے مہینہ میں انشاء اللہ ہم تک پہنچنے والا ہے ایک کافی مضمون شائع فرمایئے۔ جس میں عقلی و برہانی دلائل اپنے دعوے کے ثبوت میں بقدر ضرورت موجود ہوں۔ جن میں ان تمام آیات قرآنیہ کا بھی ذکر مع تشریح و تفصیل کیا جائے جو حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے متعلق مع موقع قرآن پاک میں مذکور ہوئی ہیں۔ اور یہ کہ لفظ فوت کے معنی علاوہ مرنے کے زبان عربی میں اور کیا کیا ہیں اور آیات مذکورہ میں یہ لفظ خاص طور پر کن مضمون میں مستعمل ہوا

سے آباد فرمائینگے۔ پس اس وقت آپس کے تمام اختلاف اٹھ جائینگے اور تمام بنی نوع انسان ایک دین پر ہونگے۔ وَلَهُ أَسْلَمَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَإِلَيْهِ يُرْجَعُونَ۔ چنانچہ ابن عباس سے آنحضرتؐ نے روایت کی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا یخرج المہدی من ولدی یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا یعنی میری اولاد میں سے مہدی خروج کریگا۔ اور زمین کو عدل وداد سے بھر دیگا۔ جس طرح کہ ظلم وجور سے پر ہوگئی ہوگی۔ ایضاً آنحضرتؐ نے فرمایا ہے یا علی ان الخلفاء من بعدی اثنا عشر اولهم انت واخرهم القائم الذی یفتح الله به مشارق الارض ومغاربها یعنی اے علی میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے۔ اوّل ان کا تو ہے اور آخر ان کا وہ امام قائم ہے جس کے ہاتھوں پر خدا مشرق و مغرب عالم کو فتح کرے گا۔ ایضاً یملک الارض من ولدی اثنا عشر خلیفة ثم یخرج المہدی من ولدی یصلح الله امره فی لیلة واحدة یعنی آپ نے فرمایا۔ کہ میری اولاد میں بارہ خلیفہ مالک زمین کے ہونگے۔ پس میری اولاد ہی میں سے مہدی خروج کریگا۔ خدا اس کا معاملہ ایک رات میں درست کردیگا۔

صحیح مسلم میں مروی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائینگے حضرت صاحب الامر امام مہدی آخر الزمان عؑ آپ سے فرمادینگے۔ اے روح اللہ امامت کرائیے۔ حضرت عیسےٰؑ قبول نہ کرینگے۔ اور کہینگے کہ آپ مجھ سے اولیٰ ہیں۔ آپ امامت کرائیے اور نماز پڑہایئے کہ میں آپ کے پیچھے نماز پڑھوں۔ اور اقتدا کروں۔ کیوں کہ منصب امامت آپ ہی سے مخصوص ہے۔ پس حضرت عیسیٰ الملم علیہ السلام کا دست مبارک پکڑ کر آگے کرینگے۔ اور آپ پیچھے کھڑے ہو کر نماز میں اقتدا کرینگے۔

ابن صباغ مالکی مکی نے اپنی کتاب المعروف بہ فصول المہمہ میں لکھا ہے۔ کہ مہدی فرزند امام حسن عسکری علیہ السلام معتمد باللہ عباسی کے عہد میں ۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔ پانچ سال اپنے پدر بزرگوار کے ہمراہ رہے۔ بعد وفات پدر

عالی قدر آپ نے دو غیبتیں فرمائیں ایک غیبت صغریٰ دوسری غیبت کبریٰ اور تلوار لیکر خروج فرمائینگے چنانچہ خداوند عالمیاں فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ۔ یعنی ہم نے زبور میں بعد ذکر کے لکھدیا ہے کہ کل روئے زمین کے وارث میرے بندگان صالح ہونگے یعنی جب حضرت خروج فرمائینگے۔ دنیا میں ظالمین و جابرین و کافرین کا نام و نشان باقی نہ رہیگا۔ اور مالک و وارث روئے زمین کے خاصان خدا و عباد صالحین ہونگے۔ مدعیان مہدویت و عیسویت اپنے گریبان میں منہ ڈالکر اس میں بغور تدبر فرمائیں۔ اور سب کفار و مشرکین جو آج مالکان روئے زمین ہیں بندگان خاص الٰہی اور عباد صالحین مخلصین میں داخل فرماکر ان کی امامت کا تاج زیب سر کریں۔ اور حضرت رسول کریمؐ نے فرمایا ہے۔ لم تنقض الایام واللیالی حتی یبعث اللہ رجلا من اہل بیتی یواطی اسمہ اسمی یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا۔ روز و شب ختم نہ ہونگے۔ تاآنکہ خدا میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو اٹھائے جس کا نام میرا نام ہوگا۔ وہ زمین کو عدل و داد سے پر کریگا جس طرح کہ ظلم و جور سے پر ہوگئی ہوگی (مدعیان امامت قسط و عدل کا ترجمہ ظلم و جور کریں۔ کیونکہ ان کے عہد امامت میں زمین ظلم و جور سے پر ہے نہ عدل وداد سے)

حافظ ابونعیم اصفہانی نے عبداللہ بن عمر بن الخطاب سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ لا تذھب الدنیا حتی یبعث اللہ رجلا من اہل بیتی اسمہ اسمی و اسم ابیہ اسم ابی یملاھا قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا۔ یعنی دنیا فنا نہ ہوگی۔ تاآنکہ خدا میرے اہلبیت میں سے ایک شخص کو اٹھائیگا۔ جس کا نام میرا نام ہوگا۔ اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام وہ زمین کو عدل و داد سے

جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا سیکون بعدی خلفہ من بعد الخلفاء امراء ومن بعد الامراء ملوک جبابرۃ ثم یخرج المہدی من اہل بیتی یملأ الارض قسطا کما ملئت جورا یعنی میرے بعد خلفاء ہونگے اور بعد خلفاء امراء اور بعد امراء شاہان سفاک وجبابرہ پھر میرے اہل بیت میں سے مہدی خروج کریگا اور زمین کو عدل سے پر کردیگا جس طرح کہ جور سے پر ہوگئی ہوگی۔ اسی طرح سے بہت سی احادیث وروایت بطریق امامیہ اثنا عشریہ مروی ومنقول ہیں۔ بوجہ کثرت جن کا ذکر اس مختصر میں مناسب نہیں صرف بعض روایات آگے چلکر نقل کرینگے۔

غرض تمام اہل اسلام خواہ سنی ہوں یا شیعہ متفق ہیں کہ آخر زمانے میں امام مہدی خروج فرمائینگے۔ اور اس میں کسیکو اختلاف نہیں ہے۔ اگر اختلاف ہے۔ تو بعض جزوی تشخیصات میں ہے۔ مگر علماء محققین ان میں بھی متفق نہیں جیسا کہ آگے چلکر معلوم ہوگا

اور جسطرح مہدی آخر الزمان کے خروج پر اہل قبلہ کا اتفاق ہے۔ اسیطرح نزول جناب عیسیٰ بن مریم پر بھی جملہ اہل اسلام علماء وفضلاء وحکماء اتفاق رکھتے ہیں چنانچہ انہی روایات مذکورہ میں سے اکثر میں نزول حضرت عیسیٰؑ کا ذکر موجود ہے۔ اور بہت سی روایات نزول جناب عیسیٰؑ کے متعلق وارد ہوئی ہیں چنانچہ قاضی ابو محمد حسین بن مسعود بغوی نے اپنی کتاب شرح السنۃ میں اور مسلم و بخاری نے صحیحین میں ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ جناب ختمی مرتبت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ۔ کیا حال ہوگا تمہارا اسوقت جبکہ عیسیٰ بن مریم تم میں نازل ہونگے اور امام تمہارا تم میں سے ہے۔ یعنی عیسیٰ بن مریم تمہارا امام نہیں تمہارا امام امت محمدی سے ہوگا۔

نتیجۂ احادیث ان احادیث وروایات سے چند باتیں بالصراحۃ ثابت ہیں اول خروج مہدی حتمی ہے یعنی تلوار لیکر جہاد کرینگے۔ اور لشکر کشی فرمائینگے۔ چنانچہ اکثر روایات میں ہے

لولا السیف بیدٖ لافتی الفقہاء بقتلہٖ اگر وہ تلوار لیکر جہاد نہ کرے۔ تو فقہا فتوی دیکر اسکو قتل کرا دیں۔ دوم وہ تمام روئے زمین کے مالک و وارث ہونگے۔ یہ دونوں باتیں خصوصیات امام مہدی سے ہیں جنمیں یہ نہوں وہ ہرگز مہدی موعود نہیں سوم تمام اہل آسمان و زمین و ساکنان ہوا اسکی خلافت سے خوش ہونگے وہ تمام پر خلیفہ خدا ہونگے کوئی فرد بشر تو کیا کوئی مخلوق اُسکی خلافت اور امامت سے ناخوش و ناراض نہو گا۔ چہارم تمام روئے زمین از شرق تا غرب عدل وداد سے پر ہوگی اور ظلم وجور دنیا سے بالکل اُٹھ جائیگا۔ جس مہدی کے زمانے میں زمین ظلم وجور سے پر ہو وہ مہدی موعود نہیں ہے۔ پنجم مہدی اسوقت خروج فرمائینگے جسوقت تمام روئے زمین ظلم وجور سے پر ہوگی اور تمام ظالمین جائرین وجابرین و کافرین جاحدین و ملحدین و مشرکین و فاسقین و فاجرین کو قتل کر کے درخت ظلم وجور و کفر و شرک کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ کر پھینکدینگے۔ ششم مہدی ہم نام وہم کنیت رسول خدا ہیں۔ ہفتم مہدی امت عترت رسول و ذریت بتول سے ہیں نہ اور کسی خاندان و قبیلے سے۔ ہشتم امام مہدی اولاد حسین سے ہیں نہ اولاد حسن سے نہم وقت ظہور ایک فرشتہ ندا کرتا ہو گا کہ ھذا خلیفۃ اللہ المھدی اتبعوہ دہم وقت خروج مہدی عیسی ابن مریم نزول فرمائینگے یازدہم حضرت عیسی بن مریم حضرت امام مہدی علیہ السلام کی اقتدا کرینگے۔ اور ان کے پیچھے نماز پڑھینگے۔ دوازدہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام وحضرت امام مہدی دو جداجدا شخص ہیں نہ یہ کہ ایک ہی شخص واحد عیسی بھی ہو۔ اور مہدی بھی۔ ایک امام ہے دوسرا ماموم ایک مقتدا ہے دوسرا مقتدی۔ ایک حاکم ہے دوسرا محکوم ایک آمر ہے دوسرا مامور ایک مطیع ہے دوسرا مطاع۔ پس یہ خیال بالکل غلط اور باطل محض اسلام واہل اسلام پر افترا۔ قرآن وحدیث پر بہتان عظیمہ ہے کہ لا المھدی الا عیسے بن مریم۔ یعنی نہیں ہے مہدی مگر عیسے بن مریم۔ ناممکن ہے کہ ایک ہی شخص خود ہی امام ہو اور ماموم بھی۔ مقتدا بھی ہو اور مقتدی بھی۔ حاکم بھی ہو محکوم بھی۔ آمر بھی ہو مامور بھی مطیع بھی ہو اور مطاع بھی۔ اہل اسلام جو فرمان نبی کو واجب الاذعان جانتے ہیں۔ اور ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کے دل سے قائل ہیں۔ وہ کبھی ان احادیث وروایات متواترہ متظاہرہ متکاثرہ کے ہوتے ہوئے ایسے لغویات کے قائل ہو ہی نہیں سکتے۔ مگر ہم کہتے ہیں کوئی انسان بھی جو ذرا سی بھی

حضرت عیسےٰ ہی مہدی نہیں ہیں

عقل رکھتا ہوگا اس امر کا قائل نہیں ہو سکتا کہ عیسیٰ بن مریم (جن کی ولادت بطریق خاص
ولادت حضرت ختمی سے زائد بہ پانچسو سال پیشتر حضرت مریم علیہا السلام کے بطن
مبارک سے واقع ہوئی تھی۔ اور جن کی بابت خدا فرماتا ہے۔ ان مثل عیسیٰ عند اللہ
کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون آل عمران ع بتحقیق کہ عیسیٰ کی مثال عند اللہ
آدم کی سی ہے کہ اس کو تراب سے خلق کیا ہے۔ پھر کہا کہ ہو جا بس ہو گیا دقال کلمتہ القیہا
الی مریم وروح منہ وہ کلمہ خدا ہے۔ جو مریم کو عطا ہوا۔ اور اس کی ایک روح خاص
ہے۔ بعینہٖ محمد بن الحسن العسکری مہدی امت ہو جائیں جو بطن جناب نرجس خاتون سے
۲۵۵ھ میں سر من رائے میں پیدا ہوئے۔ ان ھذا لا اختلاق اللہ کہ مثل براہمہ
ہند تناسخ (آواگون کے قائل ہوں۔ مگر محققین جانتے ہیں کہ یہ مسئلہ آواگون سے بھی
حل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ احادیث میں نزول عیسیٰ بن مریم مذکور ہے نہ روح عیسےٰ ع
جیسا کہ آگے معلوم ہوگا۔ بنا برین حدیث معروف لن تھلک امۃ انا فی اولھا وھدی
فی وسطھا وعیسیٰ فی اٰخرھا۔ وہ امت کبھی ہلاک نہ ہوگی۔ جس کے اوّل میں میں
ہوں۔ اور وسط میں مہدی اور آخر میں عیسیٰ۔ اسی پر دال ہے۔ اور اس کا یہ مطلب
ہرگز نہیں لیا جا سکتا۔ کہ عیسے و مہدی ایک ہیں۔ عیسے کو تو آخر میں اسی لئے فرمایا ہے
کہ وہ جناب بعد ظہور حضرت مہدی ان کے زمانے میں نزول فرمائینگے۔ پس مہدی غیر
از عیسےٰ ہیں۔ اور عیسےٰ غیر از مہدی نہ ایک معجون مرکب فافہم

حضرت عیسے کیا ہوئے انہی احادیث سے صاف ثابت ہے کہ عیسے ع زندہ ہیں۔
کیونکہ جہاں کہیں ہے۔ ان کے نزول کا ذکر ہے۔ یہ نہیں کہ عیسے ع پیدا ہونگے
یا کسی جسم سے ظہور و بروز فرمائینگے بلکہ لفظ نزول دال ہے۔ کہ حضرت
عیسےٰ ع زندہ ہیں اور آسمان پر ہیں۔ اور آسمان سے اسی صورت اصلیہ میں
نزول فرمائینگے۔ اس واسطے تمام محققین اہل اسلام حضرت عیسےٰ ع کی حیات

پر اتفاق رکھتے ہیں۔ اور قائل ہیں کہ چار پیغمبر زندہ و غائب ہیں۔ دو زمین میں یعنی حضرت خضرؑ و الیاسؑ اور دو آسمان پر یعنی حضرت ادریسؑ و عیسےٰؑ۔ چنانچہ قرآن میں بھی ایسا ہی ہے۔ حضرت ادریس کی نسبت آیا ہے ورفعناہ مکاناً علیاً۔ اس کو ہم نے اوپر اٹھالیا۔ اور جائے بلند و عالی میں پہنچا دیا۔ اور حضرت عیسےٰؑ کے باب میں فرمایا ہے۔ یا عیسی انی متوفیک ورافعک الی ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ (آل عمران ع۶) اے عیسےٰ میں تجھے لینے والا اور اپنی طرف اٹھانیوالا اور کافروں کی معاشرت سے تجھے پاک کرنیوالا اور تیرے پیرؤں کو روز قیامت تک کافرین پر غالب قرار دینے والا ہوں۔ پس ضرور حضرت عیسےٰؑ زندہ اور آسمان پر موجود ہیں۔ اور قرآن و حدیث سے بھی ثابت ہے

حضرت عیسےٰؑ ہرگز قتل نہیں کئے گئے

قصہ قتل حضرت عیسیٰؑ قرآن شریف میں اس تفصیل اور صراحت سے مذکور ہے۔ کہ جس میں ہرگز کسی شک و شبہ کی گنجایش نہیں الا من فی قلوبہم المرض قال عزوجل۔ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِآيَاتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا۔ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا

لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۝ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ

الم پس اُن کی عہد شکنی اور آیات الٰہی کے انکار اور بلا استحقاق انبیاء کو قتل کرنے اور ان کے اس کہنے پر کہ ہمارے دلوں میں پردے پڑے ہوئے ہیں۔ بلکہ اللہ نے ان کے دلوں پر کفر کی مہر لگا دی ہے پس وہ نہیں ایمان لائینگے۔ مگر کم۔ اور ان کے کفر اور مریم پر بہتان عظیم باندھنے اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے مسیح عیسےٰ ابن مریم رسول خدا کو قتل کر دیا۔ حالانکہ انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا اور اس کو سولی نہیں دی۔ ولیکن ان کو شبہ میں ڈالا گیا ہے۔ اور وہ لوگ جو اس باب میں اختلاف کرتے ہیں۔ اور جھگڑتے ہیں۔ اور ان کو ہرگز اس کا علم نہیں ہے۔ وہ محض ظن کی پیروی کرتے ہیں۔ اور اٹکل سے بات کہتے ہیں حالانکہ یقیناً انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے اس کو اپنے پاس اٹھا لیا۔ اور خدا صاحب عزت و حکمت ہے۔ اور نہیں ہے اہل کتاب میں سے کوئی مگر یہ کہ وہ اس پر (عیسےٰ) اس کی موت سے پہلے ایمان لائیگا۔ اور وہ (عیسےٰ) ان پر شہید ہوگا۔ اور یہودیوں کے اس ظلم کی بناء پر حرام کر دیں وہ تمام طیبات جو ان کے لیے حلال تھیں (نساء ع ۲۲) یہ آیات بکمال فصاحت مسئلہ حیات عیسیٰ کی تشریح کرتی ہیں۔ **اوّل** خدا نے قتل عیسےٰ کے قول کو یہودیوں کے مظالم اور ان کی کفریات میں شمار کیا ہے۔ ان کے قتل کے قائل کافر ہیں۔ چونکہ اس سے پہلے انکا یہ جرم مذکور ہے کہ انہوں نے انبیا کو بلا حق قتل کیا ہے۔ تو اس کلیہ میں قتل عیسےٰ کا احتمال ہوسکتا تھا۔ لہذا خداوند عالم نے اسکی تصریح کر دی کہ عیسےٰ کو قتل نہیں کیا۔ اور انکے اس اقوال کو بھی کفر و جرم قرار دیا۔ کیونکہ اس میں تکذیب خدا لازم آتی تھی۔ کہ خدا نے

اسکو اپنے پاس اٹھا لیا۔ اور وہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے قتل کر دیا۔ لہذا اسکو کفر قرار دیا گیا۔ پھر بطور توضیح فرمایا۔ کہ انہوں نے قتل نہیں کیا۔ مگر یہاں یہ شبہ ہو سکتا تھا۔ کہ ممکن ہے کہ قتل نہ ہوئے ہوں۔ اور مرے نہ ہوں مگر سولی ضرور دیئے گئے۔ لہذا اس کی بھی نفی کی گئی کہ ان کو سولی بھی نہیں دیگئی۔ بعد ازاں یہ بھی بتلایا گیا۔ کہ یہ صرف ان کو اشتباہ ہوا ہے۔ اور ان کو اس کا علم و یقین نہیں ہے۔ اور یہ ان کا اختلاف محض ان کے اپنے گمان کی بنا پر ہے۔ پھر تاکیدی طور پر فرمایا۔ کہ انہوں نے یقیناً قتل نہیں کیا یعنی قتل محض اشتباہ ہے اور امر یقینی یہی ہے کہ انہوں نے عیسےؑ کو قتل نہیں کیا۔ اور چونکہ یہاں سوال طبعی طور پر پیدا ہوتا ہو کہ جب قتل بھی نہیں ہوئے اور اپنی موت سے بھی نہیں مرے تو کیا ہو گیا لہذا اس نفی یقینی کے بعد فرمایا۔ بلکہ ان کو خدا نے اپنے پاس اٹھا لیا۔ یہ جزو آیت صریح حیات عیسےؑ ہی پر دال ہے۔ کیونکہ موت کے بعد اٹھایا جانا کوئی مخصوص حضرت عیسےؑ سے نہیں ہے ہر ایک مرنے والے کو کہا جاتا ہے۔ کہ فلاں کو خدا نے اٹھا لیا۔ اور جناب رسول مقبولؐ کے حق میں بھی آیا ہے۔ دعا اللہ نبیہ و رفعہ الیہ۔ خدا نے اپنے نبی کو بلایا اور اپنے پاس اٹھا لیا۔ پس بعد فرمانے وما قتلوہ یقینا (اور یقینا انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا) یہ فرمانا۔ بل رفعہ اللہ الیہ (بلکہ اللہ نے اس کو اپنے پاس اٹھا لیا) صاف دلالت کرتا ہے۔ کہ یہ اٹھایا جانا بلا موت تھا۔ اور صریح مطلب یہ ہے کہ زندہ اس کو خدا نے اپنے پاس اٹھا لیا۔ بعض جہال نافہم متشککین اور ان لوگوں کو جو خدا کو قادر مطلق نہیں جانتے یہ خیال ہو سکتا تھا۔ کہ بھلا زندہ خدا ان کو کس طرح آسمان پر اٹھا سکتا ہے۔ یا وہ کس طرح آسمان پر جا سکتے ہیں لہذا فرمایا۔ کہ خدا ہر شے پر غالب اور صاحب حکمت ہے۔ وہ جس طرح روح کو اوپر لے جا سکتا ہے۔ اسی طرح جسم کو بھی لے جا سکتا ہے۔ ان اللہ علی کل شیء قدیر۔ اور وہ صاحب حکمت ہے جو کام کرتا ہے

حکمت سے کرتا ہے اور حکمت اسی میں تھی۔ کہ ایسی حالت میں عیسی کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا جائے

اس توضیح و تشریح و تصریح و تاکید کے بعد کون مسلمان ہے جو حیات اور رفع عیسے میں شک یا شبہ کریگا۔ ہاں وہ لوگ جو اپنے خیال باطل کے مقابلہ میں نہ کلام خدا کی پرواہ کرتے ہیں۔ اور نہ قول رسول کی ان سے بحث نہیں وہ خارج از اسلام ہیں لھم دینھم ولنا دین

معنی توفی جب ان آیات سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ ہرگز ہرگز قتل نہیں کیے گئے۔ اور سولی نہیں دیئے گئے۔ اس نص صریح کے بالمقابل کوئی قول مسموع نہیں لہذا اس سے انی متوفیك و رافعك الیّ کے معنی بھی معلوم ہو گئے۔ کہ حضرت عیسےٰ کو یہود کے ظلم سے بچا اور ان کے ہاتھوں سے نکال کر اپنے پاس زندہ بلا لینا۔ اس آیت کا حقیقی مفہوم ہے۔ اور مفسرین نے اگرچہ یوں بھی معنی لکھے ہیں انی مستوفی اجلك و موخرك الی اجلك المسمیٰ عاصما ایاك من قتلھم یعنی متوفیک کے یہ معنی ہیں کہ میں تیری اجل پوری کرنے والا ہوں جو تیرے لئے مقرر کی گئی ہے۔ اور ان کے قتل سے بچا کر اجل مسمیٰ تک تجھے زندہ رکھنے والا ہوں۔ اور یہ معنی صحیح بھی ہیں لیکن مطابق ظاہر لغت و محاورات عرب اصل معنی یہ ہیں انی قابضك من الارض و رافعك الی سمائی میں تجھے زمین سے لینے والا اور اپنے آسمان کی طرف اٹھانیوالا ہوں۔ کیونکہ "توفی" کے معنے لے لینا اور قبض کر لینا ہے۔ عرب کا محاورہ ہے۔ توفیت مالی۔ ای قبضتہ یعنی توفیت مالی کے معنی قبضت مالی ہیں۔ میں نے اپنا مال لے لیا۔ پس توفیتہ کے معنی قبضتہ ہوئے جس سے معلوم ہوا۔ کہ اس کو موت سے کچھ تعلق نہیں

اور موت اور توفی دو جدا جدا مفہوم اور دو علیحدہ چیزیں ہیں۔ توفی عام ہے بہ نسبت
موت سے قبض روح۔ قبض جسم اور قبض مال وغیرہ ہر ایک کے لیے توفی بولا جاتا ہے
اس لیے متوفیک ورافعک کے معنی قابضک ورافعک ہوئے
آیہ مجیدہ اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا
فیمسک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخریٰ الی اجل مسمی صاف دال
ہے کہ توفی موت سے مخصوص نہیں۔ کیونکہ لفظی ترجمہ آیت کا یہ ہے۔ اللہ قبض
کرتا ہے اور لیتا ہے نفوس کو مرنیکے وقت اور جو نہیں مرے انکو سونے کیوقت
بس جن پر موت کا حکم ہو جاتا ہے۔ اس کو رکھ لیتا ہے۔ اور باقی کو ان کی میعاد
معین تک کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ بس توفی نفوس حیات وممات دونوں
صورتوں میں واقع ہوتی ہے۔ اس لیے نفس توفی موت نہیں ہے بلکہ نفس توفی
کے معنی صرف لے لینا قبض کر لینا ہے۔ خواہ روح کا لینا ہو یا نفس کا یا جسم کا یا
مال وغیرہ اور خواہ وقت موت ہو یا قبل موت۔ حال حیات و وقت خواب۔ پس
جو لوگ متوفیک سے مراد ممیتک لیتے ہیں (میں تجھے مارنے والا ہوں) وہ
سخت غلطی پر ہیں اور یہ معنی بالکل خلاف محاورہ عرب ولغت عرب ہیں۔ اور
دوسری آیات میں بھی مادہ فاجس سے متوفی مشتق ہے نفس موت کے معنی
میں نہیں آیا۔ مثلاً توفی کے معنی پورا کر دینا پورا دیدینا ہے۔ کما قال عزوجل
وَتُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ ہر نفس کو جو کچھ اس نے کیا ہے پورا پورا دیدیا
جائیگا (اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ سوائے اس کے نہیں
ہے کہ روز قیامت تمہارے اجر نہیں پورے پورے دیدیے جائینگے ثُمَّ تُوَفّٰی
کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ اگر ان آیات میں توفی کے معنی
موت کے لئے جائیں۔ تو آیات بالکل بے معنی ہو جاتی ہیں بلکہ خلاف مقصود الٰہی

ہوئے کیونکہ اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا۔ کہ روز قیامت تمہارے اعمال مار دیے جائینگے۔ اور ضائع کر دیے جائینگے۔ اور یہ خلاف ہے فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا۔ خدا کسیکے اجر کو ضائع نہیں کرتا وَاِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ وہ اپنے بندوں پر ہرگز ظلم نہیں کرتا۔ بلکہ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ایک اور آیت ہم ذکر کرتے ہیں جس سے اور توضیح ہو جائے فَامْسِكُوْهُنَّ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اُن کو روکے رکھو تاآنکہ ان کو موت لے لے۔ یہاں فاعل توفی موت ہے۔ توفی اس کی طرف منسوب۔ اگر یہاں توفے کے معنی موت لیئے جائیں۔ تو آیت بےمعنی ہو جاتی ہے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ موت اور شے ہے اور توفی ایک دوسرا مفہوم ہے۔ اور جہاں کہیں توفّی کے معنی موت لئے جاتے ہیں وہ بطور مجاز مرادی معنی مقصود ہوتے ہیں نہ کہ حقیقی جیساکہ توفنی مسلماً (مجکو مسلمان اٹھا) میں موت کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ توفی کے لغوی معنی قبض کے ہیں۔ اور وقت موت بھی روح قبض کی جاتی ہے

بنا بریں جب آیات مذکورہ سورۂ نساء میں تصریح موجود ہے کہ حضرت عیسےٰ قتل نہیں کئے گئے۔ اور سولی نہیں دیئے گئے۔ بلکہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ تو ضرور اس اٹھانے سے زندہ ہی اٹھانا مراد ہے اور اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ کا یہی مطلب ہے۔ اور آیات حیات عیسی پر دال ہیں نہ وفات پر اور ان نصوص قطعیہ کے مقابلہ میں کوئی قول یا روایت سند نہیں ہو سکتی۔ اور کسی عالم کا قول مسموع نہیں ہو سکتا۔ جیساکہ مثلاً شیخ صدوق محقق ابن بابویہ علیہ الرحمۃ کے بعض اقوال سے مستنبط ہوتا ہے۔ کما قال وَقَدْ نقل مخالفونا انه اذا اخرج المهدی نزل عیسی بن مریم من السماء

فصلی خلفه ونزوله الی الارض رجوعه الی الدنیا بعد موته لان اللہ عزو
جل قال اِنِّی مُتَوَفِّیکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ۔ یہ صریح آیات کے مقابل سند نہیں
لیکن اس عبارت سے یہ ثابت نہیں کہ شیخ صدوق کا بھی عقیدہ ہے۔ بلکہ ظاہر الفاظ
سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساری کی ساری عبارت قول مخالف ہے۔ جو اونہوں نے
نقل کیا ہے۔ کیونکہ اکمال الدین میں جو کچھ اونہوں نے ائمہ اہلبیتؑ سے نقل
کیا ہے وہ اس کے صریح مخالف ہے حیث قال عن النبی ان عیسی بن
مریمؑ اتی بیت المقدس فمکث یدعوھم ویرغبھم فیما عند اللہ ثلثة
وثلثین سنة حتی طلبته الیھود وادعت انھا عذبته ودفنته فی الارض
حیا وادعی بعضھم انھم قتلوہ وصلبوہ وما کان اللہ لیجعل لھم
سلطانا علیه وانما شبه وما قدروا علی عذابه ودفنه وعلی قتله و
صلبه لانھم لو قدروا علی ذلک لکان تکذیبا لقوله تعالی ولکن
رفعه اللہ الیه بعد ان توفه یعنے رسول خدا نے فرمایا کہ حضرت عیسے بیت
المقدس میں آئے اور تیس برس لوگوں کو دعوت دیتے رہے تا آنکہ یہود نے
انکو طلب کیا۔ اور انہوں نے یہ ادعا کیا کہ انہوں نے ان کو تکلیف دی اور زمین
میں زندہ ہی دفن کردیا اور بعض نے کہا کہ انہوں نے ان کو سولی دیکر قتل کردیا۔
حالانکہ خدا ایسا نہیں ہے کہ کافرین کو آنحضرت پر یہ غلبہ دیتا اور سوائے اسکے
نہیں ہے کہ ان کو شبہ میں ڈالا گیا اور وہ ہرگز ان کی اذیت اور قتل و دفن اور
سولی دینے پر قادر نہوئے۔ کیونکہ اگر وہ قادر ہو جاتے اور ایسا ہو جاتا تو بعد اس
کے کہ خدا نے انکو مار دیا خدا کا یہ کہنا غلط ٹھیرتا کہ اس نے اپنے پاس اٹھالیا ہے۔ پس
آنحضرت صلعم کے اس فرمان واجب الاذعان کے بعد اور اپنی نقل و تصدیق کے
باوجود شیخ صدوق کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ حضرت مرگئے ہیں کہ

یہ قول مخالف ہے جو انہوں نے الزاماً ثبوت رفعیت میں نقل کیا ہے اور " قد نقل مخالفون" ۔ اس کی تصریح ہے ۔ لہذا تمام علماء امامیہ اسی کے قائل ہیں ۔ کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں اور نزول فرمائینگے ۔ اور تمام محققین علماء اہل سنت کا بھی یہی اعتقاد ہے ۔ اس بنا پر وہ روایت جو بعض علماء مثل علامہ مجلسی صاحب تفسیر صافی وغیرہ نے نقل کی ہے کہ حضرت عیسےٰ زمین سے زندہ اٹھائے گئے اور زمین و آسمان کے درمیان روح قبض کی گئی ۔ اور پھر روح رد کی گئی اور آسمان پر اٹھائے گئے وفات عیسیٰ پر دال نہیں ۔ اور بنا بر صحت بروایت دو باتیں بالبداہت ثابت ہیں اول یہ کہ زمین سے زندہ اٹھائے گئے ۔ لہذا متوفیک کے معنی قابضک ہی رہے ۔ دوم یہ کہ آسمان پر زندہ اسی جسم سے گئے ۔ کیونکہ روایت میں زمین و آسمان کے درمیان ہی روح رد کئے جانے کا ذکر موجود ہے اور آسمان پر بعد رد روح مع جسم ہی گئے اور آسمان پر اسی جسم کے ساتھ زندہ ہیں ۔ جو ان کا تھا ۔ لہذا روایت اصل مقصد کے منافی نہیں ۔ مگر قرآن ہماری تائید کرتا ہے ۔ اور آیت دلالت کرتی ہے ۔ کہ قبض موت ہی سے مخصوص نہیں ہے بلکہ موت و غیر موت دونوں حالتوں میں واقع ہوتا ہی جیسا کہ آیت مجیدہ ۔ اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا میں ہے کہ موت کی حالت میں خدا نفس کو قبض کرتا ہے ۔ اور سونے کی حالت میں ۔ پس جس پر حکم موت جاری ہو جاتا ہے ۔ اس کو روک لیتا ہے اور جس پر حکم جاری نہیں ہوتا ۔ اس کو رد کر دیتا ہے پس کیوں ہم روایت میں قبض روح سے قبض خوابی مراد نہ لیں ۔ اور روح کا رد کیا جانا ۔ وہی رد نہ سمجھیں ۔ جو بعد خواب ہوتا ہے گویا مطلب یہ ہوا ۔ کہ بین الارض والسماء ان کو خواب طاری ہوا اور اس حالت میں روح قبض کی گئی ۔ اور چونکہ حضرت کی موت کا وقت نہ آیا تھا اور اجل پوری نہ ہوئی تھی روح لوٹا دی گئی ۔ تاکہ اجل مسمیٰ پر اپنی موت

ہے مریں۔ پس اس سے بھی حیات عیسےٰ ثابت ہے نہ موت و وفات عیسےٰ۔ کیونکہ مطلق قبض موت پر دال نہیں۔ فافہم و تدبر۔ فیہ فائدہ دقیق و بالقبول حقیق۔ پس عیسےٰ زندہ وبقید حیات آسمان پر موجود ہیں۔ وقت خروج مہدی نزول فرمائینگے وہو الحق۔

حیات و نزول عیسےٰ علیہ السلام

سورۂ نساء کی آیات مذکورہ کا جزو اخیر ان من اھل الکتٰب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ الخ حیات و نزول عیسےٰ دونو پر دال ہے (نہیں ہے اہل کتاب میں سے کوئی مگر یہ کہ وہ اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان لائیگا) کیونکہ "موتہ" کی ضمیر یا اھل کتاب کی طرف راجع ہے۔ یا عیسےٰ ع کی طرف جیساکہ "بہ" کی ضمیر آنحضرت ع ہی کی طرف راجع ہے۔ پہلی صورت میں مطلب آیت کا یہ ہوگا۔ کہ ہر ایک اہل کتاب اپنے مرنے سے پہلے ضرور حضرت عیسیٰ ع پر ایمان لاتا ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ کوئی یہود و نصاریٰ نہیں دیکھا گیا۔ جو مرتے وقت حضرت کی رسالت اور ان کے ابن اللہ نہ ہونیکا اقرار کرتا ہو۔ یہ بالکل خلاف واقع ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو چاہیئے تھا کہ ہزاروں برس کے اس تجربے اور مشاہدے کے بعد آج ایک یہودی و نصرانی غلط عقیدے پر نہ رہتا دوسرے اگر یہ معنی لیے جائیں تو "قبل موتہ" کی قید فضول ہے اس لیے کہ معلوم و معروف ہے کہ کسی پر ایمان لانا اور مکلف بایمان ہونا قبل موت ہی ہوتا ہے۔ بعد موت کوئی مکلف بایمان نہیں۔ لہذا یہ قید محض بلاضرورت ہوئی۔ حالانکہ کلام فصیح و بلیغ کا ایسی قیودات و زاید الفاظ سے منزہ ہونا ضروری ہے چہ جائیکہ کلام خدا اس میں کبھی کوئی لفظ زائد بلا کسی فائدے جدیدہ کے نہیں آسکتا۔ اور دوسری صورت میں یعنی جبکہ ضمیر حضرت عیسےٰ کی طرف راجع ہو۔ تو مطلب یہ ہوگا۔ کہ ہر ایک اہل کتاب موت حضرت عیسےٰ ع سے پہلے ضرور ان

پر ایمان صحیح لائیگا۔ اور روز قیامت وہ حضرت اُن پر شہید ہونگے۔ اس صورت میں ضمائر میں اضطراب بھی نہیں رہتا۔ اور مطلب بھی درست ہو جاتا ہے۔ اور کوئی قید زائد بھی نہیں رہتی۔ بلکہ یہ قید ضروری قرار پاتی ہے۔ کیونکہ آیات سابقہ میں اختلاف اہل کتاب کا ذکر موجود ہے۔ کہ بعض دعوی کرتے تھے کہ زندہ دفن کیے گئے۔ اور بعض کہتے تھے سولی دیکر مار ڈالے گئے۔ اور بعض کہتے ہیں جسم کو سولی دی گئی اور روح اوپر اٹھالی گئی۔ اور محقق یہ ہے۔ کہ نہ سولی دیے گئے اور نہ قتل کئے گئے۔ اور نہ زندہ دفن ہوئے۔ لہذا اس مقام پر قبل موتہ کی قید ضروری ہوئی۔ تاکہ یہ شبہ رفع ہو جائے۔ کہ یہ ایمان لانا بعد موت دوسری زندگی میں نہ ہوگا۔ بلکہ قبل موت اسی دنیا میں ہوگا پس یہی سچ ہے۔ کہ قبل موت عیسیٰؑ تمام اہل کتاب ان پر ایمان لائینگے۔ اور اس کے ثابت ہو جانے کے بعد کہ وہ آسمان پر اٹھالئے گئے ہیں۔ یہ استنباط ہو سکتا ہے کہ حضرت پھر نزول فرمائیں۔ اور یہ نزول اس وقت ہوگا۔ جبکہ مہدی آخر الزمان خروج فرمائینگے۔ جیسا کہ حدیث مسلم و بخاری و دیگر احادیث صحیحہ میں ہے کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم۔

الغرض بنصوص قرآنی ثابت ہے کہ حضرت عیسےٰ نے وفات نہیں پائی۔ اور وہ زندہ آسمان پر اٹھالیے گئے۔ اور وہ آسمان سے نزول فرمائینگے اور حضرت مہدی آخر الزمان کے پیچھے نماز پڑھینگے۔ اور تمام اہل کتاب ان پر ایمان صحیح لائینگے۔ اور رسالت کا اقرار کرینگے۔ اور اب آسمان ہی پر تشریف رکھتے ہیں۔ لیکن رہا یہ امر کہ کس حالت میں ہیں کیا اسی حالت جسمانی میں۔ جو ہماری ہے یا اور کسی حالت میں؟ پس معلوم رہے کہ جناب عیسیٰؑ بن مریم نہ اس دنیا میں ہمارے جیسا جسم رکھتے تھے نہ اس عالم میں۔ ان کا نفس وجود جسمانی کلمہ وجودیہ الٰہیہ ہے۔ وکلمتہ القٰہا

الی مریم وروح منہ) وہ کلمہ آلہی ہیں جو خدا نے حضرت مریم کو عطا کیا۔ اور اس کی ایک خاص روح اور جن کی خلقت بطریق غیر عادی مثل حضرت آدم واقع ہوئی ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل ادم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون اور اسباب ظاہریہ ومادیہ جسمانیہ ارضیہ کو ان کی خلقت میں کوئی دخل نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو حال خلقت عیسےٰ قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا حضرت مریم نے فرزند کی بشارت سنکر کہا کہ میرے کیونکر لڑکا ہوگا۔ حالانکہ نہ مجھ کو شرعی شوہر نے مس کیا ہے۔ اور نہ میں بدکار ہوں قال کذلک قال ربک ھو علی ھین ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرًا مقضیا۔ فرشتے نے کہا جو تم کہتی ہو سچ ہے اور معاملہ اسی طرح ہے (مگر) تمہارے پروردگار نے کہا ہی کہ یہ مجھپر آسان ہے کہ بلا اسباب ظاہری وانعقاد نطفہ بچہ پیدا کردے۔ اور یہ اسلئے ہوگا۔ کہ اس کو ہم اپنی نشانی اور رحمت قرار دین اور یہ بات طے شدہ ہے کہ اسیطرح سے اس کی ولادت واقع ہو پس کہاں ہو مادہ جسمانیہ ارضیہ۔ خلقت انبیا خلقت امری دائمی ہوتی ہے نہ مثل ہماری خلقت کے لہذا انکو اپنے اوپر قیاس کرنا کسی حال میں درست نہیں ہو وہ اسی اپنی خاص حالت میں آسمان پر ہیں نہ کہ مثل ہماری جسم کثیف خاکی مادی رکھتے ہیں

تبصرہ۔ ہم نہیں جانتے کہ جناب عیسےٰؑ کی وفات پر کیوں زور دیا جاتا ہو کیا انسا فائدہ اٹھانا اس سے مدنظر ہے اور اس کا مدرک و منشا کیا ہے۔ کیا وفات عیسےٰ کا اقرار اصول اسلام میں داخل ہے۔ یا حضرت عیسےٰ کی وفات کا اقرار کئے بغیر نجات ناممکن ؟ ہم فرض کیے لیتے ہیں۔ بلکہ تھوڑی دیر کیلئے تصفیہ کئے لیتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ وفات فرما گئے اور ضرور مر گئے۔ پھر تمہیں کیا ؟ کوئی مطلب۔ مدعا۔ غرض۔ غائت مقصود جہان تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا رانتقال فرما گئے۔ فرض کیجئے کہ عیسےٰ بھی انتقال فرما گئے کیا اسمیں کسی قسم کا لزوم ہو کہ حضرت عیسےٰ مر گئے اسلئے فلاں شخص مدعی ہدایت و

نبوت امام بن گیا کیا صرف کسی نبی یا ملہم کی وفات کسی مدعی کی نبوت یا امامت کی دلیل ہو سکتی ہے۔ کیا محض حضرت عیسےٰ کی وفات کے ثابت کر دینے سے کوئی شخص امام بن سکتا ہے۔ سبحان اللہ چشم بد دور کیا استدلال ہے کہ عیسےٰ مر گئے۔ اسلیے میں امام ہو گیا ہوں میں نے کھانا کھایا۔ پانی پیا۔ سو گیا۔ لہذا ثابت ہوا کہ زمین گول ہے۔ آخر اس کا مدرک و منشا کیا ہے؟ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائیگا۔ کہ چونکہ عیسےٰ کے آنیکی پیشگوئی کی گئی ہے۔ اسلئے وہ عیسے تو مر ہی گئے ہیں میں عیسے ہوں۔ اگرچہ یہ استدلال وہی "زمین گول ہے" والا استدلال ہے جسمیں کوئی لزوم نہیں۔ مگر پھر بھی ہم بطور تنزل پوچھتے ہیں کہ مدرک احکام اسلام یا کتاب ہے یا سُنت۔ لہذا اگر یہ پیشینگوئی قرآن میں ہے تو ہمیں نشان دیا جائے کہ کونسی آیت سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عیسی کی روح فلاں شخص میں ظہور و بروز کریگی۔ اور تم سب پر اس کی اطاعت واجب ہے۔ اگر کوئی صاحب کسی آیت میں یہ مضمون دکھلاویں تو ہم ان کے استدلالات تسلیم کرنیکو تیار ہیں ورنہ فضول روباہ بازیوں سے کوئی نتیجہ نہیں تمام دنیا اندھی نہیں ہے۔ دنیا میں ابھی بابصیرت اہل عقل باقی ہیں۔ اگر آیۃ ان من اھل الکتاب الا لیومنن قبل موتہ پیش کی جائے تو اصلاً حیات و نزول عیسےٰ پر دال ہے نہ ظہور و بروز روح عیسے پر اور نزول شخص عیسیٰ بن مریم۔ یعنی وہی شخص عیسیٰ ہے جو حضرت مریمؑ کے شکم سے بطریق غیر عادی بلا باپ پیدا ہوئے نہ کہ روح عیسےٰ۔ پس اگر بفرض محال ہزار قالبوں میں روح عیسےٰ بروز کرے۔ تو ہم سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمارا تعلق محض عیسےٰ بن مریم سے ہے شخص مدعی کو اپنی ولادت غیر عادی کے ساتھ اپنے کو عیسےٰ ثابت کرنیکے بعد اپنی ماں کو مریم بھی ثابت کرنا ہوگا۔ اگر مدرک اس کا حدیث ہے تو حدیث صریح دلالت کرتی ہے نزول عیسےٰ بن مریمؑ پر۔ جیسا کہ حدیث مسلم وغیرہ میں گذرا کیف انتم اذا نزل بن مریم فیکم وامامکم منکم۔ پس اگر لاکھ مدعیان عیسویت ہوں۔ ہمارا چاہیئں وہ شخص عیسیٰ بن مریم چاہیئے جس کا نام بھی عیسےٰ بن مریم ہے اور بلا باپ

پیدا ہونیکی وجہ سے ہمیشہ اپنی والدہ ماجدہ ہی کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور عیسیٰ بن مریم کہلاتے ہیں۔ اسلام کا تعلق صرف انہی سے ہے۔ ہمیں کسی تناسخی نبی کی ضرورت نہ ہوئی ہے نہ ہوگی۔ درآنحالیکہ کسی حدیث میں صریحاً تو کیا اشارۃً و کنایۃً بھی عیسےٰ کے کسی شخص میں ظہور و بروز کرنیکا ذکر نہیں ہے۔ اور روح کا کسی دوسرے قالب میں چلا جانا اور اسمیں بروز کرنا خواہ اعلیٰ سے اسفل کی طرف ہو یا اسفل سے اعلیٰ کی طرف ضرور تناسخ ہے جو مردود ہے۔ ہم اس سے قطع نظر کر کے کہتے ہیں کہ جو شخص مدعی مماثلت و مشابہت عیسوی ہے وہ کن امور میں مماثلت رکھتا ہے امور عامہ میں یا امور خاصہ مختصہ نبوت میں پس اگر مشابہت و مماثلت امور عامہ میں ہے۔ مثل اس کے کہ حضرت عیسےٰ صورت بشری رکھتے تھے یہ بھی رکھتا ہے عیسےٰ چلتے پھرتے تھے یہ بھی چلتا پھرتا ہے۔ حضرت عیسے کھاتے پیتے تھے یہ بھی کھاتا پیتا ہے تو اس بنا پر تمام دنیا کے انسان عیسیٰ ہیں اور اگر اس کی اطاعت واجب ہے تو سب کی واجب ہے کسی خاص شخص کی کیا خصوصیت اگر اس کی ہمیر اطاعت واجب ہے تو ہماری اسپر واجب ہے۔ اور اگر مشابہت و مماثلت امور خاصہ مختصہ عیسوی اور امور خاصہ مختصہ نبوت میں ہے۔ تو ان کو ثابت کیا جائے۔ کیونکہ اول خصوصیت حضرت عیسیٰ کی یہ ہے۔ کہ ان کی خلقت اگرچہ مثل دیگر انبیا امری و آنی ہے مگر مثل آدم غیر طریق عادی سے پیدا ہوئے اور اسباب ظاہریہ کو وہاں دخل نہیں ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب اور نفس وجود عیسیٰ کلمہ وجودیہ الہیہ ہے کلمتہ القٰھا الیٰ مریم وروح منہ۔ پس مدعی عیسویت ثابت کرے کہ اس کا وجود کلمۃ اللہ سے ہے جو اسکی ماں کو القاء کیا گیا ہو ورنہ جو صریح آیات قرآنی کا منکر ہے اس سے ہمیں بحث نہیں کیفیت خاصہ خلقت عیسے مسلمات اہل اسلام سے ہے دوم خصوصیت خاصہ حضرت عیسیٰ یہ ہے انی عبد اللہ آتانی الکتٰب وجعلنی نبیا الخ میں بندہ خدا ہوں۔ مجھے خدا نے

کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے) اگرچہ نفس وجود کتاب وجودی تمام انبیاء میں مشترک ہے مگر اس صورت خاصہ سے گہوارے میں تکلم خصوصیت عیسوی ہے۔ مدعی عیسویت پر اس کا اثبات لازم ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہ تکلم گہوارے میں نہ تھا تو صریح خلاف قرآنی ہے کیونکہ اوّل قول یہود کیف نکلم من کان فی المھد صبیا صاف دلالت کرتا ہے کہ حضرت ایسی حالت میں تھے جسمیں عام بچوں کیلئے تکلم کرنا عادۃً محال ہے اسی واسطے یہود نے اعتراض کیا تھا۔ بلکہ ونادٰیھا من تحتھا ان لا تحزنی الخ بالبدیہہ دال ہے کہ عین وقت ولادت حضرت نے اول حضرت مریم سے تکلم کیا۔ پس مدعی تماثل عیسوی چاہیئے کہ وقت ولادت اس صفت سے متصف ہو۔ ورنہ مہمل ولغو تاویلات کیلئے میدان وسیع ہے۔ اور انکار کیلئے کوئی علم ضروری نہیں ہے۔ اور نہ دلیل کی احتیاج لکن اصول الہی یہ ہے۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین سوم خصوصیت یہ ہے کہ وقت ولادت سے تا وقت حشر ونشر بابرکت ہیں اور انکے زمانہ طفولیت وبلوغ وموت وبعثت میں کچھ فرق نہیں چہارم خصوصیت یہ ہے کہ وقت ولادت سے مکلف باحکام تکلیفی ہیں؟ واوصانی بالصلوۃ والزکوۃ ما دمت حیا وغیرہ وغیرہ جو اس آیت سے مستنبط ہیں پنجم خصوصیت یہ ہے۔ کہ انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرًا باذن اللہ الخ پرند کی صورت بنانا اس میں روح پھونکنا مردوں کو زندہ کرنا۔ مادرزاد اندھوں مبروصوں وغیرہ کو اچھا کرنا اعجازات عیسوی وخصوصیات مسیحی ہیں ششم خصوصیت سے شہید ہوتا ہے کنت شہیدًا مادمت فیھم جبتک انمیں رہا۔ انپر شہید تھا۔ اور شہیدا ولاً بالذات صفت باریتعالےٰ ہے۔ انہ علی کل شی شہید وثانیًا بالعرض اس کے انبیاء وخلفاء اللہ اس صفت سے متصف ہوتے ہیں اور معنی شہید حاضر علی شئے ہیں۔ پس مدعی عیسویت ان صفات خاصہ نبوت وخصائص عیسوی میں مماثلت ثابت کرے ورنہ چند . . . . . کے

ہاں میں ہاں ملانے سے اور گرو ہو جانے سے کوئی عند الشرع نبی نہیں بن سکتا۔ اگر قرآنی ثبوت و خلاف قرآن و مسلمات اسلام و خلاف قول رسول غلامی کی . . . سے قطع نظر کر کے مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد بتلائی جائے تو یہ بھی خود دعوی عیسویت کے منافی و مناقض ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰؑ نے یہ ہرگز نہیں فرمایا۔ کہ میں پھر آونگا یا فلاں جگہ بروز کرونگا بلکہ ایک غیر عیسی کی بشارت دی ہے اس کے خلاف کے ادعا کا بار ثبوت بذمہ مدعی ہے۔ فان الدعاوی لا تقبل الا بالبرھان والبینات بہرحال وفات کسی طرح ثابت نہیں اور نہ کسی صورت سے مفید مدعا ہے

ثبوت رجعت۔ اگر یہ کہا جائے کہ چونکہ حضرت مر گئے ہیں۔ اور احادیث میں آپکا ذکر ہے۔ اور قیامت سے پہلے خدا کسی مردہ کو زندہ نہیں کر سکتا۔ لہذا حضرت عیسے کا آنا تناسخی (بروزی) صورت ہی میں ہو سکتا ہے

نفیہ ما فیہ اولاً اعتقاد وفات عیسے خلاف قرآن ہے دوم احادیث میں نزول عیسے کا ذکر ہے نہ ان کی روح کے بروز کا (کما بیناہ مراراً) سوم یہ خدا پر الزام و افترا اور بہتان عظیم ہے کہ خدا قیامت سے پہلے کسی مردے کو زندہ نہیں کر سکتا۔ یہ اعتقاد عقلاً و نقلاً باطل ہے۔ عقلاً اس لئے کہ باتفاق اہل ملل و مذاہب خدا قادر مطلق ہے۔ وہ ایک شخص کو ایک دن میں لاکھ مرتبہ مار سکتا و جلا سکتا ہے۔ لا مانع لحکمہ ولا دافع لقضائہ فانہ علی کل شیٔ قدیر نقلاً اس لیے کہ آیات صریحۃ الدلالۃ شاہد ہیں۔ اور نہ صرف امکان بلکہ وقوع احیاء موتی و رجعت ثابت ہے قال عزوجل الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم۔ (بقرہ ۲۳۶) ای پیغمبر کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو موت کے خوف سے اپنے گھروں سے نکل گئے اور وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ پس اللہ نے ان سب کو مار دیا۔ اور پھر دوبارہ جلایا۔ قصہ ان کا

کتب تفاسیر میں مفصل مذکور ہے کہ طاعون کے خوف سے یہ ستر ہزار انسان شام کے ایک شہر سے باہر نکل گئے کہ وہاں نہ مرینگے اور طاعون سے محفوظ رہینگے۔
خداوند قہار و قادر مطلق نے سب کو مار کر اپنی قدرت کا ایک نمونہ دکھایا
قھر عبادہ بالموت والفناء مگر حضرت ارمیا پیغمبر کی دعا پر ان سب کو پھر دوبارہ زندہ کر دیا۔ اور وہ اپنے شہر میں آباد ہوئے اور زندہ رہے اور اولاد ہوئی۔
ایضاً قصہ اصحاب موسی اور ان کا مر کر دوبارہ زندہ ہونا اور زندہ رہنا مشہور و معروف ہے کما قال اللہ سبحانہ و تعالیٰ واذ قلتم یاموسی لن نؤمن لک حتی نری اللہ جھرۃ فاخذتکم الصاعقۃ و انتم تنظرون ثم بعثناکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون (بقرہ ع۶) اور یاد کرو اے بنی اسرائیل اس وقت کو جب تم نے موسے سے کہا کہ جب تک بظاہر اپنی آنکھوں سے خدا کو نہ دیکھ لیں تجھپر ایمان نہ لائینگے۔ پس تمپر دیکھتے دیکھتے بجلی گری اور تم ہلاک ہو گئے اور پھر ہمنے تمکو مرنیکے بعد زندہ کیا۔ کہ تم شکر گزار رہو۔
یہ وہی ستر اصحاب موسیٰ تھے جن کو حضرت تمام قوم میں سے چن کر کوہ طور پر لے گئے تھے اور ان کے اس قول کی وجہ سے اُن پر عتاب الہی کی بجلی گری اور ہلاک ہو گئے۔ اور حضرت موسے کی دعا پر پھر زندہ ہوئے جب کہ آپنے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔ کہ پروردگارا جب میں واپس جاؤنگا۔ تو میں بنی اسرائیل کو کیا جواب دونگا۔ وہ کہینگے کہ ہمارے آدمی مار کر ڈال آیا۔ ایضاً قصہ حضرت عزیر اور ان کے مرنے کے سو سال بعد زندہ ہونیکا ذکر قرآن میں بالتصریح موجود ہے۔
فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ قال کم لبثت قال لبثت یوما او بعض یوم الخ
یعنی پس اللہ نے اس کو سو سال کے لئے مار دیا اور پھر اس کو اٹھایا۔ اور زندہ کیا اور کہا۔ کتنے دنوں مرا رہا جواب دیا کہ ایک دن یا اس سے کم۔ فرمایا ایکسو سال الی آخر الخ ...... نیز احیاء موتی جناب عیسے بن مریم کا ذکر کلام مجید میں موجود ہے قال

اذ تحی الموتی باذنی ای عیسی یاد کرو اسوقت کو جب کہ تم میری اجازت سے مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ پس جو مردے حضرت عیسیٰ نے باذن اللہ زندہ کئے وہ سب مرنے کے بعد دنیا میں واپس ہوئے۔ ایسی بدیہی و صریحی شہادات قرآنیہ کا انکار دیدہ و دانستہ قرآن سے انکار ہے اتومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض۔ بعض دیگر آیات جن سے رجعت ثابت ہے اور بلا اقرار رجعت ان کے کوئی معنی ہو ہی نہیں سکتے۔ وہ انشاء اللہ آئندہ بیان ہونگی۔ ان نصوص قرآنیہ کے بعد جو صرف امکان رجعت پر دال ہیں۔ بلکہ وقوع پر اس کے خلاف کیونکہ کسی کا قول مقبول ہو سکتا ہے۔ اور کیونکہ کوئی عالم متدین اس کے خلاف کہہ سکتا اور اعتقاد رکھ سکتا ہے چہ جائیکہ صاحب شریعت و صاحب وحی و مفسر و مبین و معلم قرآن و قرآن ناطق یہاں سے معلوم ہو گیا۔ کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کا اپنے خطبہ میں یہ فرمانا۔ الم تروا الی الماضین منکم لا یرجعون والی الباقین منکم لا یبقون قال اللہ تعالی وحرام علی قریۃ اھلکنھا انھم لا یرجعون (کیا تم نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو کہ جو تم میں سے مر گئے ہیں۔ کہ وہ واپس نہیں آتے ہیں۔ اور جو باقی ہیں وہ ہمیشہ باقی نہ رہینگے الخ) ان نصوصات ظاہرہ کے بعد ہرگز بطلان رجعت پر دال نہیں۔ ظاہر الفاظ دال ہیں۔ کہ اس نفی رجوع سے مراد نفی رجوع ذاتی ہے یعنی یہ کہ مرنیکے بعد کوئی یہ طاقت نہیں رکھتا۔ کہ پھر خود دنیا میں واپس آجاوے اور یہ صحیح ہے کوئی انسان رجوع الی الدنیا پر قادر نہیں ہو سکتا لیکن یہ کہ خدا بھی کسیکو زندہ نہیں کر سکتا اور دوبارہ دنیا میں نہیں لا سکتا۔ اسکو آیت سے کچھ تعلق نہیں اور نہ جناب امیر ع کا یہ مقصود ہے جسکو ادنی عقل کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جبکہ حرام کا تعلق یرجعون سے ہو۔ ورنہ اگر لا یرجعون سے ہو۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ امر محال ہے کہ وہ رجوع نہ کرینگے یعنی ضرور رجوع کرینگے اس صورت میں آیت وجوب و ضرورت رجعت پر دال ہوگی نہ بطلان رجعت پر۔ علاوہ ازیں اگر اھلکنھا کی قید کو ملحوظ رکھا جائے تو یہ حکم مقید و مخصوص ہوگا۔ ان قریوں سے جو بطور عتاب و عقاب ہلاک کئے گئے ہیں اور مطلب یہ ہے۔

اگر جنکو بطور عتاب وعقاب ہلاک کیا گیا ہے۔ انکو زمانہ رجعت میں زندہ نہ کیا جائیگا۔ اور ظاہر ہے کہ خاص کی نفی سے عام کی نفی لازم نہیں۔ اور مفید کا سلب مطلق کے سلب پر دال نہیں اسلیئے ہلاک شدہ قریوں کے عدم رجوع یا استحالہ رجوع سے مطلق نوع انسان کا رجوع محال نہیں اور یہی معنی اس آیت کے تفسیر میں۔ صادق آل محمدؐ سے بھی مروی ہیں ملاحظہ ہوں کتب تفاسیر۔ نیز اگر آیت کے ساتھ اس کا آخر بھی ملا لیا جاوے تو مطلب بالکل ہی صاف ہوجاتا ہے کہ شبہ باقی ہی نہیں رہتا۔ کہ آیت ضرورت رجعت پر دال ہے حرام علی قریۃ اھلکناھا انہم لا یرجعون حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون الخ یعنی جن قریوں کو تم نے ہلاک کر دیا ہے۔ ان کا رجوع محال ہے۔ تا اینکہ یاجوج وماجوج نکلیں۔ اور ہر طرف سے دوڑیں۔ اسطرح نفس رجعت کیساتھ زمانہ رجعت بھی معلوم ہوجاتا ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ تا فتح یاجوج وماجوج رجوع ان قریوں کا حرام ہے جو ہلاک کیے گئے نہ ہمیشہ کے لئے۔ اور حتی لانتہا الغایۃ ہے پس تعلق عدم رجوع کا یاجوج وماجوج تک ہے نہ ہمیشہ ہمیشہ لہذا کسی صورت سے بھی استحالہ رجعت ثابت نہیں بلکہ آیات ضرورت رجعت پر شاہد بیّن ہیں۔ اسیطرح آیت ومن ورائہم برزخ الی یوم یبعثون (اور انکے پیچھے روز بعثت تک پردہ حائل ہے) کو رجعت سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ معنی اسکے یہ ہیں کہ عالم نفسانی عالم جسمانی وعالم سرمدی کے درمیان برزخ ہے اور انسان مرنے پر خلع جسمانی کرکے عالم نفسانی برزخی میں داخل ہوجاتا ہے اور اس لیے عالم جسمانی میں کچھ تصرف نہیں کرسکتا اور چونکہ ابھی عالم نفسانی کی تکمیل نہیں کی ہے اسلئے عالم سرمدی روحانی میں بھی داخل نہیں ہوسکتا اور یہ عالم دونو عالموں کے درمیان حائل ہے۔ اس کو مسئلہ رجعت وعدم رجعت سے کچھ تعلق نہیں۔ اور اسیطرح مسئلہ ثواب وعذاب عالم نفسانی برزخی۔ اس سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ کہ خدا کسیکو دوبارہ زندہ نہیں کرسکتا اور عالم نفسانی برزخی میں رجعت نہیں ہے ان ھذا

الا اختلاق اگراس کا رجعت سے تعلق بھی فرض کیا جائے۔ تو وہ عدم رجوع بالذات مراد
ہوگا۔ کہ خود انسان پھر اس عالم میں نہیں آسکتا۔ مگر اس کو سلب قدرت باری سے کیا
نسبت۔ یہ محض افترا و بہتان ہے اللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون اسیطرح ائمہ اہل
بیت علیہم السلام کی طرف یہ منسوب کرنا کہ وہ رجعت کے قائل نہیں۔ یا ان کے الفاظ سے
عدم رجوع الی الدنیا ثابت ہو سفید جھوٹ ہے خصوصاً جناب امیرؑ کی طرف ایسی نسبت
دینا جبکہ وہ بآواز بلند علی رؤس الاشہاد اپنے خطبات میں فرماتے ہیں ان لی الوجہ بعد
الرجعۃ ولکرۃ بعد الکرۃ وان صاحب الکرات والرجعات والنفحات والدولات العجیبات الخ
غرض مسئلہ رجعت بالکل صاف ہے۔ اور چونکہ ظواہر نصوص قرآنی سے ثابت ہے اسلئے
ضروریات دین میں داخل ہے اور منکر ضروریات دین خارج از اسلام ہے۔ اور
اسواسطے وفات عیسیٰ کی بحث محض فضول ہے بحث الجدل وثم النفس۔ یہ ضرور یاد رہے کہ
رجعت اصل شخص کا بعینہ دوبارہ دنیا میں رجوع کرنا ہے۔ جیسا کہ قصص قرآنی اور
نفس لفظ رجوع سے ثابت ہے بخلاف بروز و تمثل۔ کیونکہ کسی روح کا دوسرے قالب
میں بروز کرنا تناسخ ہے جو عند العقلاء و نزد اسلام مردود و باطل ہے۔ لہذا مسلمان
ہرگز بروز و تمثل کے قائل نہیں ہوسکتے۔ اور اس لیے بروزی نبی کا وجود محال
و ممتنع ہے نہ رجعت وھاتوا برھانکم انکنتم صادقین وقد جاءکم برھان من ربکم
وانزلنا الیکم نوراً مبیناً

آخر الامر اگر ہم یہ بھی تسلیم کرلیں کہ عیسےٰؑ مر گئے اور رجعت محال ہے۔ اور اسلئے
عیسےٰ کا کسی قالب میں بروز ہوا ہے۔ مارا چہ ازو باچہ ہر ہوا ہے تو ہوا کرے۔
کوئی آیت اطاعت عیسائی بروزی پر دال نہیں ہے۔ اطاعت از روئے کلام مجید
صرف تین شخصوں کی اطاعت واجب ہے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی
الامر منکم۔ پس خدا اور رسول خدا کی اطاعت کے بعد اولی الامر کی اطاعت

واجب ہے نہ کسی اور کی اور وہ امت محمدی سے ہوگا نہ بنی اسرائیل سے اور نہ مثیل عیسےٰ یا موسےٰ چنانچہ حدیث شریف کیف انتم اذا نزل بن مریم فیکم و امامکم منکم اسی کی طرف اشارہ ہے۔ کہ عیسےٰ بن مریم نزول تو فرمائینگے۔ مگر تمہارا امام اور پیشوا جسکی اطاعت و اقتدار واجب ہے۔ اور تمہارا مقتدا ہے۔ وہ تم ہی میں سے یعنی امت محمدی ہی سے ہوگا۔ عیسے تمہارا امام و پیشوا نہیں ہے۔ پس عیسائی بروزی تو کیا خود حضرت عیسےٰ بن مریم کی اطاعت و اقتدا ہم پر واجب نہیں۔ ہمارا امام و پیشوا غیر از عیسےٰ ہے۔ ہمارا امام و پیشوا وہ ہی مہدی امت ہے۔ جسکی اقتدا خود عیسےٰ بن مریم کرینگے۔ حضرت عیسےٰ خود امت محمدی میں داخل ہیں امت محمدی کیونکر ان کی اقتدا کر سکتی ہے۔ اقتدا صرف مہدی آخر الزماں کی واجب ہے۔ اگر کوئی مدعی مہدویت ہے۔ تو صفات خاصہ امامت و خصائص مہدی اپنے میں ثابت کرے جو بیشمار ہیں۔ سب سے اظہر یہ کہ اول تمام تبرکات نبوی دکھلائے۔ اور پھر جہاد بالسیف کرے۔ تمام عالم سے ظلم و جور کو رفع کرے۔ سارے مسلمان اس کے ساتھ ہوں گے۔ کیونکہ اس کی خاص صفت خروج ہے۔ اور معنی خروج جہاد بالسیف اور قتال ہے۔ نہ اور کچھ۔ اور خدا اسی کے ہاتھ پر مشارق و مغارب عالم کو فتح کریگا۔ ورنہ چند ...... کو جمع کرکے .... کے مجمع میں .... کھا کھا کر کوئی امام نہیں بن سکتا۔

این زمین را آسمانے دیگر است

مہدی آخر الزمانؑ

امام مہدیؑ کس نسل سے ہیں

اس سوال کا جواب تو تمہید ہی میں آچکا ہے۔ کہ مہدی آخر الزمان کس نسل سے ہیں اور اہل ایمان کے لئے وہ ہی احادیث کافی ہیں۔ لیکن ہم ازدیادِ بصیرت کے لئے کچھ اور بھی توضیح کیے دیتے ہیں۔ خداوند عالم نے اپنے پیغمبر کے لئے وعدہ کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ هُوَ الَّذِیۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (توبہ ع ۵) یعنی وہ ہی خدا ہے جسنے اپنے رسول کو ہدایت و دین حق کے ساتھ مبعوث رسالت کیا ہے۔ تاکہ اس کو تمام ادیان پر غلبہ دے اگرچہ مشرکین کو گراں گذرے اور اس سے کراہت کریں۔ اور بعد فتح مکہ اس وعدے کی شہادت صدق کے متعلق پھر فرمایا ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ وکفی باللہ شہیدا۔ پھر سورہ صف میں مزید تاکید و توضیح کے لیے فرماتا ہے۔ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون (صف ع ۱) لوگ چاہتے ہیں۔ کہ نورِ خدا اور شمع ہدایت کو پھونکیں مار کر گل کردیں۔ حالانکہ خدا اپنے نور کو درجہ تمام و کمال پر لیجانے والا ہے۔ اگرچہ کافرین کراہت کریں۔ وہی خدا ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ تاکہ اسکو جنس دین پر غلبہ دے۔ اگرچہ یہ مشرکین پر شاق و گراں ہو۔ اور اس سے کراہت کریں۔ اور یہ مسلم ہے۔ کہ خدا اپنے وعدے کے ہرگز خلاف نہیں کرتا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ خدا وعدے

کے خلاف نہیں کرتا ہے۔ لیکن یہ وعدہ آج تک پورا نہیں ہوا۔ کیونکہ نہ تو خود آنحضرت
ؐ کے زمانے میں دین اسلام کو غلبہ مطلق حاصل ہوا تھا۔ ہزاروں دین صفحہ عالم پر
باقی تھے اور اپنے اپنے مقام پر پورا تسلط رکھتے تھے۔ اور نہ زمانہ خلفاء رسول ؐ
میں۔ غلبہ مطلق حاصل ہوا۔ اگرچہ بعض پادشاہان اسلام کو چند فتوحات نمایاں
حاصل ہوئیں۔ لیکن ایسا غلبہ۔ کہ تمام ادیان عالم مغلوب ہوجائیں۔ اگرچہ کراہیت
کے ساتھ ہوں۔ کبھی حاصل نہیں ہوا۔ بلکہ برابر شاہان غیر اسلام مقابل شاہان
اسلام موجود رہے ہیں۔ اور موقع پر لڑنے سے اعراض نہیں کیا۔ اور آیہ کا آخری
جزو "لیظھرہ علی الدین کلہ" ظاہر کرتا ہے کہ غلبہ ایسا حاصل ہو کہ طرف مقابل
یعنی کفر بالکل مضمحل ہوجائے۔ اور ہر فرد خدا کی توحید خالص کا قائل نظر آئے اگرچہ
بعض مشرکین اس کو کرھاً ہی تسلیم کریں نہ طوعاً۔ کیونکہ آیۃ میں لیغلبہ نہیں
بلکہ لیظھرہ ہے جسکے معنی ظاہر بظاہر وکھلم کھلا فتح وظفر اور غلبہ کے ہیں۔
اور اس غلبے کی تفسیر یہ ہے وله اسلم من فی السموٰت والارض طوعاً و
کرھاً۔ جو کچھ زمین وآسمان میں ہے وہ خدا کی توحید کا قائل ہو۔ اور اسپر اسلام لے
آئے۔ خواہ بطوع وطیب خاطر خواہ بکراہیت بس یہ غلبہ ابھی تک نہیں حاصل اور
وعدۂ الہی ضرور ایک دن پورا ہو کر رہیگا

یہ خیال بھی بالکل غلط ہے۔ کہ اس غلبہ سے مراد غلبہ باطنی یعنی غلبہ دلائل وبراہین
اسلامیہ ہے۔ اور مطلب یہ ہے۔ کہ از روئے دلیل وبرہان خدا اپنے پیغمبر کو سب پر
غالب کریگا۔ خواہ اس کو کوئی مانے یا نہ مانے۔ کیونکہ یہ غلبہ اسلام کو ہمیشہ سے حاصل
رہاہے۔ اسلیئے کہ دین خدا دین اسلام ہی ہے ان الدین عند الله الاسلام۔
سوائے اسکے نہیں ہے کہ دین خدا کے نزدیک بس اسلام ہی ہے ومن یتبع غیر الاسلام
دینا فلن یقبل منه وهو فی الاخرة من الخاسرین۔ جو شخص سوائے اسلام کوئی اور دین چاہے

اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائیگا۔ اور آخرت میں وہ نقصان اٹھانیوالوں میں سے ہوگا۔ دلائل و براہین اسلام ہمیشہ غالب رہی ہیں۔ اور حجت خدا ہمیشہ بالغ و کامل رہی فلله الحجة البالغة کونسا پیغمبر تھا جو دلائل توحید ناقص رکھتا تھا۔ جو قابل تسلیم نہ تھیں۔ اگر ایسا تھا۔ تو الزام خدا پر ہے۔ اور اصل نقص دین ہے۔ ہر ایک پیغمبر دلائل و براہین و موازین حق و باطل اپنے ساتھ رکھتا تھا چنانچہ خدا فرماتا ہے لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيْزَانَ۔ تحقیق کہ ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا در آنحالیکہ ہم نے ان کے وجود کے ساتھ کتاب و میزان حق و باطل نازل کی۔ لہذا کبھی کوئی رسول مقابل کفار و مشرکین استدلال و احتجاج توحید میں مغلوب و محجوج نہیں ہوا۔ بلکہ ہمیشہ انکے مقابل کافرین مبہوت رہے ہیں فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ۔ پس اسمیں پیغمبر آخر الزمان کے لئے کوئی خصوصیت نہیں۔ یہ غلبہ ہر ایک پیغمبر کو حاصل نہیں۔ اسکے خلاف کے قائل خدا اور رسول دونوں پر سخت الزام لگاتے اور دراصل دین اسلام کو ابتداءً ناقص اور از روئے دلائل و براہین غیر قابل تسلیم قرار دیتے ہیں۔ وان ھذا الا بھتان عظیم۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ جو کچھ اور پیغمبر رکھتے تھے آنحضرتؐ مع شئے زائد اس کے جامع تھے نہ یہ کہ از روئے دلائل و براہین اسلام کو صرف آنحضرتؐ کے زمانے میں غلبہ حاصل ہوا۔ یہ غلبہ کلیہ مطلقہ نہ حاصل ہوگا۔ مگر اس دن اور اس وقت اور اس کے ہاتھ پر جسکی صفت اور شان یہ ہے۔ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ (انفال) ترجمہ یہاں تک کہ بالکل فتنہ باقی نہ رہے اور دین دین خدا ہی ہو۔ غیر خدا کی پرستش دنیا سے اٹھ جائے۔

اور آیات دیگر دال ہیں کہ یہ فتح نمایاں پیغمبر کو حاصل نہیں ہوئی بلکہ کافرین پیغمبر سے استہزاءً سوال کرتے تھے۔ اور کہتے تھے یہ فتح و ظفر جس کا تم کو وعدہ دیا گیا ہے۔ کب ہوگی چنانچہ سورہ سجدہ میں خدا فرماتا ہے وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر (اے مسلمانو) تم سچے ہو تو بتلاؤ۔ کہ وہ فتح تمکو کب حاصل ہوگی۔ خدا نے فرمایا۔

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ۔ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ اے پیغمبر کہدو کہ روز فتح کافرین کو ان کا ایمان لانا کچھ فائدہ نہ دیگا۔ اور نہ ان کو مہلت دیجائیگی۔ پس اے پیغمبر ابھی ان سے اعراض کر اور روز فتح کا منتظر رہو کہ یہ بھی منتظر رہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ فتح جو فتح کلی ہے اور جس میں کافروں کو بالکل مہلت نہ دیجائیگی۔ زمانہ پیغمبر میں تو کیا۔ آج تک یقیناً حاصل نہیں ہوئی۔ اور پیغمبر کو اس وقت تک کافرین سے اعراض و چشم پوشی اور انتظار کا حکم۔ چنانچہ ایک دوسرے مقام پر خدا اپنے پیغمبر سے ارشاد فرماتا ہے۔ کہ اے پیغمبر جو وعدہ تم سے کیا گیا ہے۔ اس کے دیکھنے کی خواہش اور اس کے لئے دعا کرو۔ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ (مومنون ع ۵) کہو (اے پیغمبر کہ اے میرے پروردگار جو کچھ وعدہ اہل ایمان کیلئے مجھ سے کیا گیا ہے۔ اگر وہ مجھ کو دکھانا ضروری ہے (تو دکھا دے) اور پھر اس کے بعد جواب میں فرمایا ہے وَاِنَّا عَلٰۤى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ اور بتحقیق کہ ہم اس کے دکھانے پر ضرور قادر ہیں جو وعدہ ان کے لیے کرتے ہیں۔ اور اس وعدے کے پورا ہونے اور اسکے دکھانیکی اور کوئی صورت سوائے اسکے نہیں ہے کہ پھر حضرت بصورت جسمانی ظاہری اس عالم میں تشریف لائیں اور اسوقت اپنی چشم مبارک سے اسلام کی فتح نمایان و ظفر مبین کا معائنہ فرمائیں۔ چنانچہ اسی کی تصریح اس آیت میں ہے۔ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ یعنی بتحقیق کہ جس نے تجھپر قرآن فرض کیا ہے ضرور تجھکو وقت عود تک (یعنی) الٰہی انشاءاللہ ایک وقت آئیگا۔ کہ حضرت پھر مکہ معظمہ میں اسلام کی فتح و ظفر اپنے نور چشم کے ہاتھ پر ملاحظہ فرمائینگے اللّٰھم عجل ظھورہٗ

امام مہدی عترت پیغمبر سے ہیں۔	بہرحال یہ وعدہ الٰہی ضرور پورا ہوگا۔ اور اس وقت خود بھی حضرت تشریف لائینگے۔ اور صورت وعدہ اسی صورت میں

ہوگی تا تلوہم حتیٰ لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ۔ چنانچہ احادیث مذکورہ میں جہاں مہدی آخر الزمان کا ذکر ہے۔ لفظ خروج کے ساتھ ہے یعنی وہ حضرت تلوار لیکر خروج فرمائینگے بس اب صرف یہ دیکھنا ہے۔ کہ حضرت رسول کا یہ وعدہ کس کے ہاتھ پر پورا ہوگا۔ حضرت عیسےٰ کے ہاتھ پر یا مہدی کے ہاتھ پر اور مہدی کس قوم و کس نسل سے ہوگا۔ اگر حضرت عیسےٰ کے ہاتھ پر ہوگا تو یہ غلبہ و فتح و ظفر غلبہ پیغمبر خاتم النبیین نہ کہلائیگا۔ حالانکہ وعدہ صاف آنحضرت کے لئے ہے۔ کہ انکو خدا تمام ادیان پر غلبہ دیگا۔ نہ حضرت عیسےٰ کے واسطے۔ اسیطرح اگر مہدی آخر الزمان جسکے ہاتھ پر یہ وعدہ پورا ہوگا۔ غیر از عترت و ذریت رسول ہوں تو بھی یہ غلبہ خاص نبوی نہ ہوگا۔ لہذا چاہیئے کہ مہدی امت خاص عترت و ذریت رسول ہی سے ہو تاکہ اس کی فتح و ظفر اور اس کا غلبہ عین فتح و ظفر و غلبہ پیغمبری ہو۔ کیونکہ اولاد جزو پدر ہوتی ہے۔ اور اکثر باپ کے اعمال بیٹے کی طرف اور بیٹے کے باپ کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ لہذا غیر از فرزند رسول اور کسیکے ہاتھ پر یہ فتح آشکارا نہ ہوگی اور معلوم ہے کہ عترت و ذریت رسول اولاد علی و فاطمہ ہیں نہ اور کوئی۔ اور امامت و خلافت و وصایت پیغمبر اسی سلسلہ اہل بیت میں ہے۔ اور اس سلسلہ اہل بیت نبوت و رسالت میں غیر محمد بن حسن العسکری بن علی بن محمد بن علی بن موسےٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام اور کوئی مہدی امت نہیں ہوسکتا۔ پس مہدی امت محمد بن الحسن العسکری فرزند رسول ہیں۔ اور انہی کے ہاتھ پر اسلام کی فتح آخری ہے۔ اور ان کی فتح عین فتح نبوی اور ان کا غلبہ نفس غلبہ پیغمبری۔ اور وہی وہ مہدی امت ہیں۔ جن کے پیچھے حضرت عیسےٰ بن مریم نماز پڑھینگے۔

چنانچہ تمام شیعہ اور اکثر علماء محققین اہل سنت اسی کے قائل ہیں۔ اور جو

اس کے قائل ہیں۔ وہ سب اس پر بھی متفق ہیں۔ کہ حضرت مہدی پیدا ہو چکے
ہیں اور وقت موعود پر بحکم خدا خروج فرمائینگے۔ کیونکہ جب حضرت فرزند
حسن العسکری علیہ السلام ہیں اور وہ حضرت سنہ ۲۶۰ھ میں وفات پا چکے ہیں سا
یہ ناممکن ہے کہ باپ کی وفات سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں برس بعد بچہ پیدا ہو۔
اس واسطے وہ علمار تماماً قائل ہیں کہ حضرت سنہ ۲۵۵ھ میں پیدا ہو چکے ہیں۔ اور
زندہ و ذی حیات ہیں اور جب حکم خدا ہوگا۔ ظہور و خروج فرمائینگے۔ چونکہ سوال میں اسکا
ذکر بھی نہیں۔ اور نہ اس مضمون میں اس کی پوری تفصیل آسکتی ہے۔ ورنہ یہاں
ہم وجود امام پر بہت سی دلائل عقلیہ اور نصوص قرآنیہ پیش کر سکتے ہیں یہاں
صرف اسی قدر اشارے اور چند احادیث پر اکتفار کرتے ہیں جن میں سے
بعض مذکور ہو چکی ہیں۔ اور بعض آئندہ مذکور ہونگی۔

اسمار علمار محققین و فضلائے کاملین جو مہدی موعود حضرت حجۃ ابن الحسن العسکری کو جانتے اور ان کے وجود کے قائل ہیں:-

اوّل ابو سالم کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی
نصیبی اپنی کتاب مطالب السؤل دوم
ابو عبداللہ محمد بن یوسف گنجی شافعی اپنی
کتاب میں جو خاص اسی غرض سے
لکھی ہے سوم شمس الدین ابو المظفر یوسف بن قزو علی بن عبداللہ بغدادی
حنفی المعروف بسبط ابن الجوزی اپنے تذکرے میں چہارم شیخ نور الدین علی
بن محمد بن صباغ مالکی مکی اپنی کتاب فصول المہمہ میں۔ جس کی بعض روایات
مقدمہ میں درج ہو چکی ہیں۔ پنجم ابو محمد عبداللہ بن احمد الخشاب تاریخ موالید
الائمہ میں ششم محی الدین بن محمد بن علی بن محمد العربی الحاتم الطائی الاندلسی
الحنفی فتوحات مکیہ میں ہفتم شیخ عبدالوہاب بن احمد بن علی الشعرانی کتاب الیواقیت
والجواہر میں ہشتم شیخ حسن عراقی نہم سید علی خواص دہم نور الدین

عبد الرحمن بن احمد بن قوام الدین محمد دشتی جامی حنفی معروف بملا جامی شواہد النبوۃ میں یازدہم محمد بن محمد بن محمود حافظ بخاری معروف بخواجہ پارسا فصل الخطاب میں دوازدہم شیخ عبد الحق دہلوی نے مناقب و احوال آئمہ ہو میں حلیمہ خاتون کی روایت کو بسند خود مفصل ذکر کیا ہے۔ سیزدہم سید جمال الدین حسینی روضۃ الاحباب میں چہاردہم عبد الرحمان صوفی مرآۃ الاسرار میں پانزدہم علی اکبر بن اسد اللہ مودودی۔ مکاشفات میں۔ شانزدہم احمد بن محمد بن ہاشم بلاذری ان بزرگوار نے خود حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حدیث مسلسل کو ذکر کیا ہے)

ہفدہم ملک العلماء شہاب الدین بن شمس الدین بن محمد بن عمر دولت آبادی ہدایۃ السعداء میں۔ ہیجدہم نصر بن علی جہضمی نصری موالید ائمہ میں نوزدہم محدث جلیل فاضل ملا علی قاری۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں بستم قاضی جواد ساباطی براہین ساباطیہ میں۔ سب اس کے قائل ہیں کہ مہدی آخر الزمان فرزند رسول محمد بن الحسن العسکری دوازدہم سلسلہ آئمہ اہل بیت علیہم السلام ہیں۔ اور وہ زندہ و موجود و بحکم خدا غائب ہیں۔ اور ہر ایک نے اپنی اپنی اسناد سے کتب مذکورہ میں روایات و احادیث درج کی ہیں۔ جو چاہے وہاں سے دیکھ سکتا ہے۔ اس مختصر میں ان کی گنجائش نہیں اور بعض علماء اسلام کے اقوال و روایات ہم درج کر چکے ہیں اور احادیث و روایات جو کتب شیعہ میں باسناد ائمہ اہلبیت علیہم السلام مذکور ہیں بلاشبہ لاتعد و لاتحصٰی ہیں۔ انشاء اللہ خدا نے توفیق دی تو کسی اور صورت سے ہدیہ ناظرین کریں گے۔

حصول مدعا کے لیئے اسی قدر کافی ہے۔ اور ثابت ہو گیا ہے کہ امام مہدی عترت رسول و نسل علی و بتول سے ہیں نہ اور کسی نسل سے۔ اور محققین علماء فریقین اس پر اتفاق رکھتے ہیں۔ وہو الحق

تیمناً و تبرکاً۔ صرف ایک حدیث اہل ایمان کا نور ایمان روشن کرنے کے لیے

درج کئے دیتے ہیں عن عبد اللہ بن عباس رض قال قال رسول اللہ لما عرج بی الی السماء السابعة ومنها الی سدرة المنتهی ومن السدرة الی حجب النور ناد ربی جل جلالہ یا محمد انت عبدی وانا ربک فلی فاخشع وایای فاعبد وعلی توکل وبی فثق فانی قد رضیت بک عبداً وحبیباً ورسولا ونبیا وباخیک خلیفة وباباً فهو حجتی علی عبادی وامام خلقی وبه یعرف اولیائی من اعدائی وبه یمیز حزب الشیطان من حزبی وبه یقام دینی وتحفظ حدودی وتنفذ احکامی وبک وبه وبالائمة ارحم عبادی واماءی القی منکم یعمرا رضی بتسبیحی وتهلیلی وتقدیسی وتحمیدی وتکبیری وبه اطهر الارض من اعدائی واورثها اولیائی وبه اجعل کلمة الذین کفروا السفلی وکلمات اللہ هی العلیا وبه احیی عبادی وبلادی بعلمی به وبه اظهر الکنوز والذخائر بمشیتی وایاه اظهر علی الاسرار والضمائر بارادتی واایده بملائکتی لتؤیده علی انفاذ امری واعلاء دینی ذلک ولی حقاً ومهدی عبادی صدقاً - یعنی عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مجکو ساتوین آسمان پر معراج میں لے گئے اور وہاں سے سدرة المنتہے پر اور سدرة المنتہے سے حجابہائے نور تک پس میرے پروردگار جل جلالہ نے ندا دی کہ اے محمد تو میرا بندہ ہے۔ اور میں تیرا پروردگار پس میرے ہی لیے خشوع وخضوع کر اور میری ہی عبادت کر اور مجھی پر توکل اور میرے ہی اوپر بھروسہ رکھہ پس بتحقیق کہ میں نے تجھکو اپنا بندہ اور حبیب ورسول ونبی پسند کرلیا ہی اور تیرے بھائی (علیؑ) کو خلیفہ اور باب علوم - پس وہ میری حجت ہے میرے بندوں پر اور پیشوا ہے میری خلق کا اور اسی سے میرے اولیا میرے دشمنوں سے پہچانے جاتے ہیں۔ اور گروہ شیطانی میری جماعت سے ممتاز ہوگا۔ اور اس سے میرا دین

قائم اور میری حدود محفوظ اور میرے احکام نافذ ہونگے۔ اور تیرے اور اس کے اور ائمہ کے وسیلے اور طفیل سے میں اپنے بندوں اور اپنی لونڈیوں پر رحم کرونگا تم میں ہی سے امام قائم الزمان ہے۔ جو میری تسبیح۔ تہلیل۔ تقدیس۔ تحمید اور تکبیر سے میری زمین کو آباد کریگا۔ اور اسی کے ذریعہ سے میں اپنی زمین کو اپنے دشمنوں سے پاک کرونگا۔ اور اپنے دوستوں کو اس کا وارث بناونگا۔ اور اسی سے کلمۃ الکافرین کو پست اور کلمات اللہ کو بلند کرونگا۔ اور اسی سے اپنے بندوں اور اپنی زمین کو زندہ کرونگا۔ درانحالیکہ میں اس کو جانتا ہوں۔ اور اپنے علم سے ایسا کرونگا۔ اور اسی کے ذریعے سے اپنی مشیت کے موافق تمام ذخائر و خزائن کو ظاہر کرونگا اور اسی کو اسرار و ضمائر پر اپنے ارادے سے مطلع کرونگا۔ اور اپنے ملائکہ سے اسکی تائید کرونگا۔ تاکہ میرے اجرار احکام اور اعلار دین پر وہ اس کی مدد کریں۔ یہی میرا ولی اور برحق اور یہی سچا مہدی امت ہے۔ پس مہدی امت نہیں ہے مگراز عترت رسول وجزو رسول ونفس رسول۔ کیونکہ بنص آیہ مباہلہ انفسنا وانفسکم۔ ظاہر ہے کہ اوصیائے پیغمبر وارثان نبوت ورسالت نفس رسول ہیں۔ اور ان کا قول قول رسول اور ان کا فعل فعل رسول پس انہی کے ہاتھ پر غلبہ غلبہ رسول ہوگا۔ اور وعدہ خدا سچا۔ یہ تو مسلم ہے کہ خدا لطیف وخبیر ہے اور اپنے

علت غیب امام آخر الزمان علیہ السلام

بندوں پر سب سے زیادہ رؤف و رحیم ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہے۔ کہ وجود حجۃ اللہ بن نبی و امام لطف ہے۔ اور ایک نعمت عظمائے الہی۔ پس اگر خدا خود بخود اپنی بندہ کو امام کے فیض عمومی سے محروم کردے۔ تو خلاف لطف وکرم ہوگا۔ اور یہ شان کریم کے خلاف ہے اور خدا خود ارشاد فرماتا ہے۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیر وا ما بانفسھم خدا کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا۔ جب تک وہ خود اپنے نفسانی اوصاف کو نہ بدلیں

دیں پس کیونکر ہوسکتا ہے کہ بغیر اس کے کہ اس کا کوئی سبب از طرف عباد پیدا ہ
خود اپنی اس نعمت عظمی کو بدل دے اور اس فیض سے اپنے بندوں کو باوجود رو
ورحیم ولطیف وکریم ہونے کے محروم کر دے۔ لہذا علت غیبت از طرف خ
نہیں ہے۔

اسی طرح سے وجود اقدس نبوی رحمت واسطہ الہی ہے۔ چنانچہ خطاب
مستطاب ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اس کی سچی گواہی ہے۔ اور جن اوصا
خاصہ مثل رؤف ورحیم سے خدا نے اپنی ذات کو متصف فرمایا ہے۔ انہی سے
اپنے رسول کو بھی موصوف کیا ہے۔ اور اس کی شان میں و بالمؤمنین رؤف
رحیم آیا ہے۔ اور وصی پیغمبر جو مظہر صفات پیغمبر ونفس رسول ہوتا ہے۔
وہ بھی ضرور انہی اوصاف سے موصوف ومتصف ہے خصوصاً خاتم الاوصیاء
حضرت مہدی آخر الزمان جو جملہ اوصاف میں خُلقاً وخلقاً حتی کہ اسم ورسم میں بھی
مثل جد بزرگوار رسول مختار ہیں۔ لہذا یہ بھی قبیح بلکہ قطعاً ناممکن ہے کہ وہ مظہر
فیض الٰہی ونفس رسالت پناہی رحیم مجسم خود بخود اپنی طرف سے بلا کسی جرم
کے بندگان خدا کو اپنے فیض عمیم سے غائب ہو کر محروم کر دے۔ کہ سوائے
خاصان خدا اور اس کے فیض ظاہری سے مستفیض نہ ہو سکیں

لہذا ثابت ہوا کہ سبب غیبت جب نہ خدا کی طرف سے ہے اور نہ امام کی
طرف سے تو باعث اس کا خود انسان ہیں۔ وان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی
یغیروا ما بانفسہم ضرور لوگوں نے اپنے اوصاف نفسانی کو بدل دیا۔ اور ان
میں ایسی حالت شقاوت پیدا ہو گئی ہے۔ کہ خدا نے اپنی اس نعمت عظمی کو ظاہراً
ان سے سلب کر لیا۔ اور وہ علت کثرت ذنوب وسیئات ومعاصی وفواحش
وجرائم وتکذیب آیات الٰہی وکفران نعمت غیر متناہی ہے۔ اور کفران نعمت

کا انجام سلب نعمت ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے۔ و اذ تاذن ربکم لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید (ابراہیم ع۱) اور یاد کرو اس وقت کو جب کہ خدا نے اذن دیدیا اور اعلان کر دیا تھا۔ کہ اگر تم میری نعمتوں کا شکر کروگے تو میں ضرور ان کو اور زیادہ کرونگا۔ اور اگر کفران نعمت کروگے تو یقیناً میرا عذاب شدید ہے۔ اور اسیکی طرف اشارہ کرتے ہوئے سورۂ رعد کے اخیر میں فرماتا ہے۔ اولم یروا انا ناتی الارض ننقصہا من اطرافہا۔ کیا اونہوں نے نہیں دیکھا۔ کہ ہم ان کی بدکرداریوں اور بدفعلیوں اور کفران نعمت کی وجہ سے زمین کی نعمتوں کو کم کرتے جاتے ہیں۔ کیونکہ اطراف سے مراد ما فی الاطراف والاقطار ہی ہے۔ کیونکہ اگر اطراف سے مراد اطراف الارض ہی لیے جائیں۔ تو مطلب یہ ہوگا۔ کہ خدا زمین کو چھوٹا کرتا جاتا ہے۔ اور یہ غلط ہے۔ اور خلاف واقع پس خدا بندوں کی ناشکرگذاری اور کفران نعمت کی وجہ سے اپنی نعمتیں ان سے سلب کرتا جاتا ہے۔ وان اللہ لا یغیر ما بقوم الخ اسی ناشکرگذاری کی وجہ سے اس نے اپنی اس نعمت عظمیٰ کو غائب کر دیا۔ اور ظاہری فیض عام سے محروم کیونکہ اس سے پہلے گیارہ اولیاء اللہ علیہم السلام و نعمات الہیہ کی انہوں نے صرف تکذیب ہی نہیں کی بلکہ ان کو انواع و اقسام کی اذیتیں پہنچائیں۔ اور طرح طرح کے ظلم و ستم سے ہلاک کیا۔ کسیکو تیغ ظلم سے شہید کیا۔ اور کسیکو زہر ہلاہل سے اکثر آوارہ وطن و جلاوطن کئے گئے

فقبر ببغداد لنفس زکیۃ ۔۔۔ تضمنہا الرحمن فی الغرفات

وقبر بطوس یالھا من مصیبۃ ۔۔۔ ترقد بالاحشاء بالحرقات

الی الحشر حتی یبعث اللہ قائما ۔۔۔ یفرج عنا الھم و الکربات

پس اگر خدا اس امام کو ظاہر رکھتا اور ان کی نظروں سے غائب نہ کرتا تو اس

کے ساتھ بھی وہ ہی سلوک کرتے جو پہلے گیارہ کے ساتھ کیا۔ اس صورت میں
تو وہ حضرت مثل دیگر ائمہ علیہم السلام قتل کر دئے جاتے۔ تو اس حالت میں
ضرور تھا۔ کہ عذاب کلی نازل ہو کر زمین نیست و نابود ہو جائے۔ کیونکہ زمین کبھی
وجود حجت اللہ سے خالی نہیں رہ سکتی۔ اور امام امان عالم و عالمیان ہے۔ اور
حضرت خاتم الاصیا رہیں۔ ان کے بعد کوئی اور حجۃ اللہ نہیں ہے جو عالم کی
تربیت و تعمیر کرے۔ چنانچہ حدیث صحیح میں آیا ہے۔ ائمہ اہل زمین کے لیے
امان ہیں جس طرح کہ ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں۔ اور خود حضرت
مہدی عجل اللہ فرجہ نے فرمایا ہے۔ انی امان لاھل الارض کما ان النجوم
امان لاھل السماء یعنی بتحقیق کہ میں اہل زمین کے لئے امان ہوں جس طرح
کہ ستارے اہل آسمان کی امان ہیں۔ اور اسیطرح آیۃ مانی الھدیمیں ہے لولا دفع اللہ الناس
بعضھم ببعض لھدمت الصوامع وبیع وصلوات ومسٰجد یذکر فیھا اسم اللہ
کثیرا (حج ع۵) یعنی اگر خدا بعض کے وسیلے اور طفیل سے بعض سے عذاب دفع نہ کرتا
تو تمام گرجا۔ رہبانوں کی عبادت گاہیں اور یہودیوں کے کنیسے اور مساجد جن
میں کثرت سے نام خدا لیا جاتا ہے سب منہدم و نیست و نابود ہو جاتے۔ پس حضرت کے
وجود معصوم ہی کی وجہ سے عذاب اہل دین سے ایک وقت معین تک کیواسطے
ٹلا ہوا ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے لو رفع الامام لساخت الارض باھلھا
اگر امام اٹھ جائے تو زمین معہ ساکنین منخسف ہو جائے اور دنیا فنا۔

یا دوسری صورت یہ تھی کہ خدا قتل عام کا حکم دیتا اور تمام مخالفین کو فنا
کر دیتا۔ اور گویا آیت استیصال نازل کرتا۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا۔ مگر اس وقت
جبکہ کافرین ایسے کافر ہوں کہ آیندہ ان کے صلب و بطن سے کوئی مومن پیدا نہ ہو
ورنہ ان کو قتل کرنے سے ہزارہا مومنین کے نطفے اصلاب کفار میں ضائع ہونگے

چنانچہ حضرت نوح عہ نے اذیت کفار پر ساڑھے نو سو سال صبر کیا۔ اور عذاب کلی

اور طوفان عام کی اس وقت دعا کی جبکہ نطفہ مومنین اصلاب کفار و مشرکین سے

خارج ہو گئے۔ اس وقت دعا کی اور بارگاہ بے نیاز میں عرض کیا۔ رب لا تذر

علی الارض من الکافرین دیارًا ۔ انک ان تذرھم یضلو عبادک ولا یلدوا

الا فاجرا کفارًا (نوح) یعنی اے میرے پروردگار کافرین میں سے کسیکو زمین

پر ساکن نہ چھوڑ۔ کیونکہ اگر تو انہیں باقی چھوڑیگا۔ تو تیرے سب بندوں کو گمراہ

کر دینگے۔ اور نہ جینیگے مگر کافر و فاجر۔ لہذا جب تک یہ حالت عام پیدا نہ ہو جائے

اور کافرین مومنین سے بالکلیہ جدا نہ ہو جائیں۔ اس وقت تک قتل کا حکم اور

استیصال خلاف حکمت و مصلحت ہے۔

بنابریں اگرچہ اہل زمین عذاب و عقاب کے مستحق ہو گئے ہیں۔ لیکن اس

کے لئے ایک وقت معین ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ ولیستعجلونک بالعذاب

ولولا اجل مسمی لجاءھم العذاب ولیاتینھم بغتۃ وھم لا یشعرون

(عنکبوت) اے پیغمبر یہ لوگ تجھ سے عذاب میں جلدی کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر اس کے

لیے ایک وقت معین نہ ہوتا تو عذاب آ بھی گیا ہوتا۔ اور البتہ ان پر ناگہانی عذاب

آجائیگا۔ کہ ان کو خبر بھی نہ ہو گی۔ یہ میعاد و اجل اس وقت تک ہے جب تک کہ کفار

مومنین سے جدا و ممتاز اور نطفہ مومنین اصلاب کافرین سے خارج نہیں ہو جاتے

چنانچہ فتح مکہ کے موقعہ پر قتل عام کو اس وجہ سے ملتوی کیا گیا تھا جس کی بابت

خدا فرماتا ہے۔ ولولا رجال مومنون ونساء مومنت لم تعلموھم ان

تطئوھم فتصیبکم منھم معرۃ بغیر علم لیدخل اللہ فی رحمتہ من یشاء

لو تزیلوا لعذبنا الذین کفروا منھم عذابا الیما (فتح ۳) یعنی اگر مکہ میں کچھ

مومنین و مومنات ایسی نہ ہوتیں جن کو تم نہیں پہچانتے اور اسی وجہ سے تم ان

کو بھی کافرین و مشرکین کے ساتھ پائمال کر دیتے اور ان کی وجہ سے تم کو ان کے قتل کر دینے سے تکلیف پہونچتی - تو ہم ضرور قتل عام اور استیصال کا حکم دیدیتے۔ لیکن اس وجہ سے ہم نے تمہارے ہاتھ کو روک دیا۔ کہ مومنین کافرین سے جدا ہو جائیں تاکہ خدا جسکو چاہے اپنی رحمت واسعہ میں داخل کرلے - اگر مومنین و کافرین جدا جدا و متمیز ہو جاتے تو ہم ان میں سے کافرین پر سخت عذاب نازل کرتے - پس اس سے صاف معلوم ہوگیا - کہ بعد فتح مکہ و غلبہ بر کافرین پیغمبر نے جو قتل عام کا حکم نہیں دیا - اور قتل سے ہاتھ روک لیا - وہ اسی وجہ سے تھا - کہ مومنین و کافرین جدا و ممتاز نہوئے تھے - اور مومن سے کافر اور کافر سے مومن پیدا ہونے والے تھے - نہ یہ کہ حضرت صلعم قدرت نہ رکھتے تھے - یا حضرت نے کوتاہی کی - چنانچہ اس کی تفسیر میں وارد ہوا ہے کہ ایک شخص نے صادق آل محمدؐ سے دریافت کیا کہ کیا علیؑ قوی اور شجاع اور اجرار امر الہی پر قادر نہ تھے - جواب فرمایا کیوں نہیں - اس نے عرض کیا کہ پھر کس چیز نے ان کو روکا تھا کہ وہ مخالفین اور دشمنوں کو اپنے سے دفع و منع کریں؟ فرمایا جب تو نے پوچھا ہے تو سمجھ بھی - علیؑ کو قرآن شریف کی ایک آیت نے روکا اور منع کیا ہوا ہے - سائل نے دریافت کیا - کہ وہ کونسی آیت ہے - تو آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی لو تزیلوا لعذبنا الذین کفروا منهم عذابا الیما - تحقیق کہ اللہ کی امانتیں اور ودیعتیں یعنی مومنین اصلاب کافرین و منافقین میں تھیں - پس امیر المومنین ان کے آبا و اجداد کو قتل نہ کر سکتے تھے جب تک کہ وہ امانتیں ان کی پشتوں سے خارج نہ ہو جائیں - اور جب وہ خارج ہوگئیں تو انھوں نے ان کو قتل کیا - اور ان سے جہاد کیا - اسی طرح سے قائم اہلبیت مہدی آخر الزمان ؑ ہرگز ظاہر نہ ہوگا - تا اینکہ ودایع الٰہی اصلاب کافرین و منافقین سے خارج ہوں - نیز وہ کافرین جو اصلاب مومنین

ہیں دیں۔ پس جسوقت وہ امانتیں خارج ہو جائیں گی۔ وہ حضرت خروج فرمائینگے۔ اور جن کو چاہینگے قتل کرینگے۔ پس اسی وجہ سے خاتم الاوصیاء جناب امام زمانؑ غائب ہیں۔ اور خروج نہیں فرماتے۔ یعنی علت غیبت حضرت لوگوں کی ناشکر گذاری اور آیات الہی کی تکذیب و انکار اور انکا ظلم و تعدی ہے۔ اور ان کے خروج نفرمانے کی علت ودائع الہیہ کا اصلاب کافرین و منافقین میں ہونا۔ اور یہی اصل مسمی ان کے خروج کی ہے جسوقت وہ امانتیں خارج ہوگئیں اور وہ ولا یلدوا الا فاجرا کفارا کے مصداق ہوگئے۔ حضرت ظہور فرمائینگے۔

بعبارۃ اخری معلوم و معروف ہے۔ کہ فیض آفتاب عام ہے جسوقت وہ طلوع کرتا ہے۔ خود کسی سے اپنے فیض کو نہیں روکتا۔ مگر بہت سے لوگ اس کے فیض سے محروم ہوتے ہیں۔ بعض تو اس وجہ سے کہ ان میں اتنی قابلیت و استعداد ہی نہیں ہوتی۔ کہ وہ اس کو دیکھ سکیں اور مستفید ہو سکیں۔ اور یہ نقص ان کی طرف سے ہے نہ آفتاب کی جانب سے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

بعض عمداً کسی وجہ سے اس سے مستفیض ہونا نہیں چاہتے۔ اور خود کسی حائل مثل چھت وغیرہ کے نیچے تاریکی میں آجاتے ہیں۔ اور اس کی ظاہری فیض اور روشنی سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی زمین کے بخارات و دخانات و غبار فضاء و خلاء میں بلند ہو کر مطلع کو کثیف و تاریک کر دیتے ہیں لمعہ شعاع آفتاب کو حائل ہو جاتے ہیں۔ اور اس صورت میں اگرچہ آفتاب اپنا کام کرتا ہے۔ اور اس کا فیض باطنی مخلوق کو پہنچ رہا ہے۔ یعنی تعمیر و تربیت موالید

ثلاثہ اس سے ہو رہی ہے۔ لیکن ظاہری روشنی منقطع ہو جاتی ہے۔
اسیطرح سے وجود امام آفتاب عالم کی مثال ہے۔ اور اسی کی شعاعیں تربیت
عالم کا باعث۔ پس بعض لوگ تو محض اپنی ناقابلیت کی وجہ سے اس کے
زمانہ ظہور میں بھی اس سے محروم رہتے ہیں۔ اور اس سے کچھ فیض نہیں
پاتے۔ ان کی چشم بصیرت اس کی نورانی شعاعوں کو دیکھ ہی نہیں سکتی
اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو قابلیت واستعداد تو ہے۔ مگر وہ محض اپنی
بغاوت و سرکشی و عناد اور بغض وحسد سے اس کی نورانی شعاعوں سے
دور بھاگتے ہیں۔ اور اپنے اوہام باطلہ کا پردہ آنکھوں پر ڈال کر تاریکی میں
ہو جاتے ہیں۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آفتاب امامت کی شعاعیں ان میں اثر
کر جائیں۔ اور اپنی مقناطیسی تاثیر دکھائیں۔ بعض ذی اقتدار خود اس
کو مقید و محبوس کر کے نہ صرف خود بلکہ دوسروں کو بھی اس کی روشنی
سے محروم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب گیارہ آفتابہائے امامت
کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا۔ تو بارھویں کے ظہور پر اوہام و اعتقادات باطلہ
تکذیب وانکار آیات الٰہی۔ نفاق و عناد اور کفران نعمت خداوندی کے کثیف
و تاریک بادلوں نے مطلع صاف ہدایت کو تاریک کر کے آفتاب امامت کو اجل مسمی
تک عوام کی نظروں سے غائب کر دیا۔ جب وہ میعاد پوری ہو جاوے گی۔
اسوقت خود اپنی شعاعوں کی تیزی سے کفر و نفاق اور باطل کے بادلوں کو تہ ادور
کر کے تمام روئے زمین کو عدل و داد سے پر کر دیگا۔ اور اس وقت جاء الحق
وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا صادق آئیگا۔ بلکہ اس طرح
زمین کو روشن کریگا۔ کہ کہیں تاریکی کا نام تک باقی نہ رہے گا۔ واشرقت
الارض بنور ربها۔ زمین اپنے مولیٰ کے نور سے روشن ہو جائیگی۔

اللھم عجل فرجہ و سہل مخرجہ فانہم یرونہ بعیدا و نرہ قریبا۔ اسی کی طرف حضرت نے خود ارشاد فرمایا ہے۔ جیساکہ فرماتے ہیں اما الانتفاع بی کا نتفاع بالشمس اذا غیبہا السحاب وانی امان لاھل الارض کما ان النجوم امان لاھل السماء یعنی۔ لیکن اس زمانہ غیبت میں مجھ سے منتفع ہونا ایسا ہی ہے۔ جیساکہ آفتاب سے لوگ مستفید ہوتے ہیں۔ جب کہ بادل اس کو غائب کر دیتا ہے۔ اور بتحقیق کہ میں اہل زمین کے لئے امان ہوں جس طرح کہ ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں۔ یعنی آفتاب امامت کا فیض ظہور ہی پر موقوف نہیں ہے بلکہ زمانہ غیبت میں بھی عالم اس کے فیض سے محروم نہیں ہے جس طرح کہ آفتاب پر بادل آجانے سے اگرچہ ظاہری روشنی اور دھوپ سے لوگ محروم ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس کا اصل فیض جو تربیت موالید و نضج مواد و انضاج حبوب و اثمار و فصول وغیرہ ہے۔ وہ منقطع نہیں ہوتا۔ اسیطرح آفتاب امامت جو اصل میں آفتاب سرمدی کی شعاع اور مظہر اسم الولی۔ ولی امور و مدبر امور۔ و مربی عالم امکان ہے۔ اگرچہ لوگ اسے نہ دیکھیں۔ مگر وہ برابر تدبیر و تربیت عالم میں مشغول ہے۔ اور اس کا فیض جاری وہ نمونہ صفات و مظہر اوصاف خداوندی ہے۔ اس لئے اس کے لئے حضور و غیب و قرب و بعد مساوی ہے د۔

ایک اور علت اسی کے ضمن میں غیبت امام کی ایک علت جزئی اور بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر امام ظاہر ہو اور حکم خروج و جہاد ابھی ہے ہی نہیں لہذا ضروری ہے کہ وہ بادشاہان وقت سے معاہدہ صلح کرے کہ ان سے مخالفت اور ان کے برخلاف بغاوت نہ کریگا۔ اور اس معاہدے کو

بیعت کہتے ہیں۔ اور اگرچہ اس کو اطاعت و فرمانبرداری سے کوئی تعلق نہیں۔ مگر ایک معاہدۂ خاص ضرور ہے۔ کہ اس کے خلاف نہیں کر سکتا۔ اور یہ بھی مسلم ہے۔ کہ اسلام میں معاہدے کے خلاف کرنا کسی طرح جائز نہیں۔ خصوصاً نبی اور امام کے لیے۔ اور اس امام کے لئے ایک وقت ضروری تھا۔ کہ خروج کرے۔ اور کفار و منافقین کے برخلاف اٹھے۔ پس اگر وہ معاہدہ رکھتا ہے۔ تو اس کے خلاف کر نہیں سکتا۔ لہذا حکمت الہی اس امر کی مقتضی ہوئی کہ اس کو عام نظروں سے غائب رکھا جائے۔ تاکہ جس وقت خروج فرمائیں۔ کسی طاغیۂ زمان کی بیعت اوس کی گردن میں نہ ہو۔ چنانچہ اکثر احادیث میں آیا ہے۔ اور خصائص مہدی آخر الزمان میں لکھا ہے۔ کہ تمام آئمہ کی گردن میں کسی نہ کسی طاغیہ زمان کی بیعت رہی۔ مگر مہدی ع کہ اس کی گردن میں کسی کی بیعت نہ ہوگی۔ اس کا دامن عصمت معاشرت کفار و مشرکین و منافقین سے آلودہ نہ ہوگا۔

ظہور امام کے وقت حضرت عیسے ع کیوں نزول فرمائینگے	جناب عیسیٰ بن مریم علے نبینا و علیہ السلام کسی ایسی خدمت کے انجام دینے کے لئے

نزول نہ فرمائینگے جسکو امام انجام نہ دے سکتے ہوں۔ الا یہ کہ خداوند عالم لطیف و خبیر و غفور و شکور اور اپنے بندوں پر رؤف و رحیم ہے۔ اور اصل منشاء الہی یہی ہے۔ کہ لوگ راہ راست پر آئیں۔ اور ہدایت پائیں۔ اسیوجہ سے ہدایت کے لاتعد و لاتحصے ذرائع بہم پہونچاتا ہے۔ اور جہاں تک وعظ و پند اور حکمت سے کام چلے۔ سختی اور شمشیر کشی کا حکم نہیں دیتا۔ اور ہر طرح سے اپنے بندوں پر اتمام حجت کرتا ہے۔

لہذا آخری وقت ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ بھی باوجودیکہ وہ وقت انتقام ہے۔ حکمت ہی سے کام لیگا۔ اور ایسے اسباب مہیا کرے گا۔ کہ جن پر اتمام حجت پورے طور سے نہیں ہوا ہے۔ ہو جائے۔ اور بلا زور شمشیر بہت سے بندگان خدا راہ راست پر آجائیں۔ اور اگر نہ آئیں۔ تو ان پر حجت تمام ہو۔ محل اعتراض باقی نہ رہے۔ اسی واسطے اکثر انبیاء علیہم السلام تصدیق مہدی آخر الزمان کے واسطے تشریف لائینگے۔ اور ان کی بیعت کریںگے۔ اور اس طرح سے ان کی امتوں کے بہت سے لوگ ایمان لے آئینگے۔

چنانچہ حضرت عیسے علیہ السلام کی تشریف آوری سے عیسائی حضرات آپ کے ساتھ ہونگے۔ اور اسی طرح حضرت عزیر اور حضرت موسے علیہ السلام کی تشریف آوری اور تصدیق سے۔ اور اسیطرح حضرت خضر علیہ السلام و الیاس علیہ السلام کی تشریف آوری سے۔ کیونکہ وجود آن حضرت کا اکثر کتب عتیق و جدید سے ثابت ہے۔ اور امم سابقہ میں مشہور و معروف۔ اور حضرت خضر و الیاس کو اس طرح دنیا میں زندہ اور غائب رکھنے کی علت غائی یہی ہے۔ کہ لوگ وجود و غیبت و طول عمر امام آخر الزمان میں شک و شبہ نہ کریں۔ اور جس وقت وہ ظاہر ہو کر تصدیق فرمائیں۔ اور بہت سے لوگ ان کی وجہ سے بلا زور شمشیر ایمان لے آئیں۔

اور خصوصیت ذکر حضرت عیسے ابن مریم علیہ السلام یہ ہے کہ یہ محقق و منصوص ہے۔ کہ نبوت پیغمبر خاتم النبیین نبوت مطلقہ کلیہ جمیع عوالم کو شامل ہے۔ کما قال عزوجل۔ تبارک الذی نزل

الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔ بزرگ و برتر ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل فرمایا ہے۔ تاکہ وہ اس کے ذریعہ سے تمام عوالم پر نذیر اور پیغمبر ہو۔ اور نبوت دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوت جزئی ایک قوم اور ایک ملک اور ایک زمانہ ماضی کے لئے ہے۔ جیسا کہ مثلاً حضرت عیسےٰ ؑ کے حق میں آیا ہے۔ والیٰ بنی اسرائیل رسولا آپ صرف بنی اسرائیل پر مبعوث ہوئے تھے۔ اور اسی طرح تمام انبیاء سے ان کی نصرت و تصدیق کا عہد لیا گیا۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے۔ واذا اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہٖ ولتنصرنہ (ال عمران ع) اور جبکہ خدا نے انبیاء سے عہد لیا۔ کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت عطا کروں۔ اور پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تمہارے دین اور تمہاری کتب کی تصدیق کریگا تو تم ضرور اس پر ایمان لانا۔ اور اس کی مدد کرنا۔ ان آیات سے ثابت ہے۔ تمام انبیاء بھی آپ کی امت اور آپ پر ایمان لانے والوں میں داخل ہیں۔ اور اصل مقصود بعثت سے ذات بابرکات حضرت رسالتمآب ہی ہے۔ بلکہ وہ مقصد تکوین عالم ہیں۔ اسی واسطے جسقدر انبیا آتے تھے۔ آپ کی بشارت دیتے آتے تھے۔ اور جملہ انبیاء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معرف و مبشر تھے۔ اور اس سلسلہ مبشرین میں آخری مبشر جناب عیسےٰ بن مریم ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے واذ قال عیسی ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التورٰۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد فلما جاء ھم

بالبینات قالوا ھذا سحر مبین (صف) اور یاد کرو اس وقت کو جب کہ عیسے بن مریم نے کہا۔ کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارا رسول ہوں۔ درآنحالیکہ تصدیق کرنے والا ہوں توریت کی اور بشارت دینے والا ہوں۔ اپنے بعد ایک رسول کی جس کا نام **احمدؐ** ہے۔ (یعنی تمام انبیا سے زیادہ حمد خدا کرنے والا کہ مثل اس کی کسی نے حمد الٰہی نہیں کی ہے۔ اور اسی پر حمد خدا کا خاتمہ ہے) لیکن جب وہ رسول شواہد بینہ کے ساتھ آیا۔ تو کہنے لگے۔ کہ یہ تو کھلا کھلا جادو ہے (اور اس پر ایمان نہ لائے) پس حضرت عیسے علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخر مبشر ہیں۔ لیکن چونکہ ظہور فعلی اسلام اور شریعت محمدی کا خاتم الاوصیاء حضرت مہدی آخر الزمان عا پر موقوف ہے۔ لہذا یہ بشارت و تصدیق پوری نہیں ہو سکتی جبتک کہ حضرت عیسےؑ مہدی آخر الزمان کی تصدیق نہ کریں۔ لہذا حضرت اس وقت تشریف لائینگے۔ اور آپ کی تصدیق فرمائینگے۔ اور آپ سے بیعت کریں گے۔ اور آپ مہدیؑ کی اقتدار کرینگے۔ اور ان کی تصدیق فرمانے سے بہت سے لوگ حضرت کی تصدیق فرمائینگے۔ اور امام پر ایمان لائینگے۔ اور اس وقت مسلمان و عیسائی و یہود سب ایک ہو جائینگے۔ اور تمام عالم میں ایک دین الٰہی ہو گا۔ اور اس وقت دین صرف ایک ہی دین محمدی ہو گا۔ اور شریعت شریعت محمدی۔ اور اسی کی سب اقتدار کرینگے۔ کیونکہ شریعت محمدی جامع جمیع شرائع سابقہ ہے۔ اس لئے کہ ابتدائے شریعت حضرت نوح سے ہے۔ اور خاتمہ خاتم انبیین پر۔ کما قال عزوجل شرع لکم من الدین ما

وصّٰی بہٖ نوحاً والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا۔ یعنی خدا نے شرع دین قرار دی ہے۔ تمہارے لیے وہ جو نوح کو وصیت کی تھی۔ اور جو اے پیغمبر تجھے وحی کی ہے۔ اور ابراہیم و موسٰے و عیسے کو وصیت کی تھی۔ کہ دین کو قائم کرو۔ اور متفرق نہو۔ پس شریعت موسوی و عیسوی تحت شریعت محمدی ہے۔ لابد حضرت عیسے شریعت محمدی کی پیروی کرینگے۔ اور اس سے ان کے درجہ میں کوئی نقص نہ آئیگا۔ کیونکہ مہدی آخرالزمان نفس رسول و مبلغ شریعت نبوی وصی پیغمبر خاتم النبیین ہیں۔ اور حضرت عیسے ہمیشہ سے امت محمدی میں داخل۔ لہذا حضرت عیسے پر اقتدار امام زمان واجب و لازم ہے۔ اور وہ نبی ہیں۔ لیکن اس وقت مستقل بالحکم نہونگے۔ بلکہ ایسے ہی ہونگے جس طرح انبیاء اولوالعزم کے ساتھ انبیاء غیر اولوالعزم ہوا کرتے ہیں۔ اور جس طرح حضرت ابراہیم کے ساتھ حضرت لوط تھے۔ کہ صاحب شریعت و پیغمبر اولوالعزم حضرت ابراہیم تھے اور حضرت لوط ان کی ہی شریعت کے مبلغ اور اسی کے پیرو تھے فآمن لہ لوط اور حضرت ابراہیم پر ایمان لائے تھے۔ اور ان کی تصدیق کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت عیسے مہدی آخرالزمان پر ایمان لائینگے۔ اور ان کی تصدیق فرمائیگے۔ اور اقتدا کرینگے۔ اور مدد دینگے۔ کیونکہ انبیا بعض تو صرف نبی ہوتے ہیں۔ اور بعض رسول اور بعض امام بھی جیسا کہ حضرت ابراہیم۔ کما قال اللہ عزوجل انی جاعلک للناس اماما میں تم کو تمام لوگوں کا پیشوا بنانیوالا ہوں۔ اور جو نبی امام نہیں ہوتے۔ وہ امام کی اقتدار کرتے ہیں۔ جو صاحب شریعت نہیں

ہوتے وہ صاحب شریعت کی پیروی کرتے ہیں۔ حضرت مہدیؑ کیونکہ وصی و جانشین خاتم النبیین ہیں اور ان کی امامت مثل نبوت خاتم النبیین۔ امامت مطلقہ کلیہ ہے۔ اور تمام عالم کو شامل۔ لہذا ضروری ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ انہی کی اقتدار کریں۔ اور اس میں ان کی کوئی تنقیص نہیں ہے۔ بلکہ ان کا درجہ ہی یہ ہے۔ نہ صرف حضرت بلکہ سوائے خاتم النبیین تمام انبیاء و اوصیاء آپ کی اقتدا کرینگے۔

نتیجہ کلام۔ اس بیان سے روشن و ہویدا ہے۔ کہ حضرت عیسے ابن مریم زندہ آسمان پر تشریف فرما ہیں۔ وقت ظہور مہدی حضرت عیسےٰ نزول فرمائینگے۔ اور ان کے نزول کی علت تصدیق مہدی آخر الزمانؑ ہے۔ کیونکہ وہ آخری مبشر ہیں۔ نہ صرف حضرت عیسےٰ بن مریم بلکہ اور انبیا بھی تشریف لائینگے۔ اور ظالمین و مکذبین سے انکا انتقام لیا جائیگا۔ واشرقت الارض بنور ربہا ووضع الکتاب وجای بالنبیین والشھداء وقضی بینہم بالحق وھم لا یظلمون (زمر ع ۷) زمین اپنے مربی کے نور سے چمک اٹھیگی۔ اور دفتر کھولا جائیگا۔ اور انبیاء اور شہداء کو لایا جائیگا۔ اور ان کے درمیان سچا فیصلہ کیا جائیگا۔ اور ظلم نہ ہوگا۔ یہ سب معاملات زمین پر ہونگے۔ قیامت کبریٰ کا یہاں کوئی ذکر نہیں ہے۔ حضرت عیسے کسی ایسی خاص غرض کے پورا کرنے کے واسطے تشریف نہ لائینگے۔ جس کو خود حضرت امام آخر الزمان انجام نہ دے سکتے ہوں۔ الا تصدیق حضرت مہدی کے لیے۔ اور شریعت صرف ایک شریعت محمدی ہوگی۔ اسی کی حضرت عیسےٰ پیروی کرینگے۔ اور ایک دین الٰہی ہوگا۔ اور اس اقتدا سے حضرت عیسے ؑ کی شان نبوی میں کوئی فرق نہ آئیگا۔ بلکہ فخریہ ایسا کرینگے۔ کہ آج ان کو یہ موقع

ہلما۔

حضرت مہدی آخر الزمان نسل بتول ذریت رسول صلعم سے (م ح م د) بن الحسن العسکری بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام نہ دوسرا کوئی - انہی کے ہاتھ پر خدا دنیا کو فتح کریگا۔ اور زمین کو نجاست ظلم و کفر و شرک سے پاک و صاف اور عدل و داد و دین سے معمور کریگا۔ اور منجملہ دیگر خصائص ایک یہ ہے۔ کہ وہ تلوار کے ساتھ خروج فرمائینگے اور کسی سے سوائے اسلام کچھ قبول نہ کرینگے قاتلوا۔ حتی لا تکون فتنہ ویکون الدین کلہ للہ اور وہ اس وقت زندہ اور اسی عالم میں موجود ہیں - جب تک اجل مسمیٰ پوری نہو۔ اور ودائع الہی اصلاب کافرین و منافقین سے خارج نہوں۔ ظہور نفرمائینگے ۔ اور لوگوں کی بداعمالیوں کے وجہ سے خدا نے بظاہر اس نعمت کو سلب کیا ہوا ہے اور یہ بغاوت و سرکشی ایک مدت تک رہیگی۔ تا اینکہ خدا ظالمین کو فنا کرے وما کانت تلک دعوٰہم حتی جعلناہم حصیداً خامدین ٥ برابر ان کا یہ دعوٰے رہیگا۔ یہاں تک کہ ہم ان کو کھیتی کی طرح کاٹ کر ڈالدینگے۔ اور باواز بلند ارشاد فرماتا ہے۔ قل ھو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم یلبسکم شیعا و یذیق بعضکم باس بعض فانظر کیف نصرف الایات لعلھم تفقھون کہہ دو کہ ہم قادر ہیں اس بات پر کہ اُن کے اوپر سے عذاب نازل کریں یا نیچے سے۔ یا ان کو جماعت جماعت کر کے مختلف گروہ بنادیں اور ایک کو دوسرے کی لڑائی کا مزہ چکھائیں

دیکھو ہم کس طرح اپنی نشانیاں دکھلاتے ہیں۔ کہ شائد وہ سمجھیں۔

یہاں سے جھوٹے اور سچے امام میں بخوبی تمیز ہو سکتی ہے۔ اور معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ سوائے اس شخص خاص کے اور جتنے بھی مدعیان امامت و مہدویت ہیں۔ یا ہونگے۔ خواہ وہ خاندان رسالت ہی سے کیوں نہوں۔ ہرگز سچے امام نہیں ہیں۔

ہم امید کرتے ہیں۔ کہ سائل کی تسلی و تشفی کے لیئے بالفعل اسی قدر بیان کافی ہوگا۔ اور سب سوالات کا جواب اس میں آگیا ہوگا اگر کوئی شبہ باقی رہ گیا۔ ہو۔ یا کسی امر کی مزید تشریح و توضیح کی ضرورت ہو۔ تو پھر کسی موقع پر ہو سکتی ہے۔

اب ہماری دعا یہ ہے۔ کہ خدا وہ دن جلد لائے کہ اس آفتاب امامت کی شعاعوں سے ہم اپنی آنکھوں کو روشن کریں۔ اور زمین ظلم وجور سے پاک ہو۔ کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ زمین فتنہ و فساد ظلم وجور سے پُر ہے۔ خداوند عالم جلد امن کا زمانہ لائے آمین ۰

اللھم ارنی الطلعۃ الرشیدۃ والغرۃ الحمیدۃ واکحل ناظری بنظرۃ منی الیہ وعجل فرجہ وسھل مخرجہ فانھم یرونہ بعیدا ونراہ قریبا

وصل علی محمد وآل محمد

ھو الباقی

خوش گلشن ایست حیف کہ گلچین روزگار
فرصت نمے دہد کہ تماشا کند کسے

افسوس صد افسوس۔ کہ بلبل بوستان مصطفویؐ عندلیب گلستان مرتضوی ۴ سلالہ دودمان نقوی ۴ سرآمدہ شعرائے روزگار شیریں کلام ممدوح خاص وعام زاہد شب زندہ دار سرحلقہ ابرار واخیار عالی جناب خلیفہ سید محمد محسن صاحب متیں برادر کہین عالیجناب مشیر الدولہ ممتاز الملک خلیفہ سید محمد حسین صاحب مرحوم ومغفور ممبر کونسل آف رجنسی ریاست عالیہ پٹیالہ نے بمرض فالج ۲۶ جمادی الآخر ۱۳۳۳ ہجری روز سہ شنبہ بوقت عصر اس جہان فانی کو وداع فرمایا اور متعلقین وجملہ سادات ومومنین کو داغ مفارقت دیگئے۔ نہائت افسوس ہے۔ کہ ان بزرگواروں میں سے جن کی وجہ سے شہر پٹیالہ عرب وعجم اور دور دور تک مشہور ومعروف تھا۔ یہی ایک بزرگوار باقی رہ گئے تھے۔ سو وہ بھی خدا کو پیارے ہوئے۔ کہاں ایسے لوگ پیدا ہوتے ہیں۔ وہ خلیفہ سید محمد حسن صاحب مرحوم اور خلیفہ محمد حسین صاحب مغفور جن کی نسبت عقلار زمانہ کی یہ رای تھی۔ کہ یہ دونوں بھائی ہندوستان کے آسمان علم ودانش کے آفتاب وماہتاب ہیں۔ اور پیشوائی دین فخر الساجدین سید محمد کاظم صاحب رضی اللہ عنہ جس کی نسبت سرکار علامہ زمان الشیخ عبد العلی طہرانی مدظلہ العالی کی رائے تھی کہ "درہمہ ملک ہندوستان یک مسلمان بود افسوس کہ او ہم رفت" اور یہ مرحوم ومغفور وہ بزرگوار تھے۔ کہ شہنشاہ ایران کے دربار سے

آپ کو خطاب سرآمدہ شعرائے روزگار مع خلعت سنیہ عطا ہوا۔ آپ کے اخلاق حمیدہ کے ہندو و مسلمان معترف تھے۔ غرضیکہ خداوند عالم نے جناب سید سعادت علی صاحب مرحوم و مغفور کو اپنی بارگاہ رحمت سے یہ چار روز فرزند ایسے عنایت فرمائے تھے کہ جن کا ثانی نہیں تھا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

انشاء اللہ عنقریب جناب مرحوم کی تصنیف شائع ہونیوالی ہے۔ جو فن تاریخ گوئی میں ایک مستند کتاب ہوگی۔ بالفعل زیارت حضرت صاحب الزمانؑ جو مرحوم نے نظم فرمائی ہے۔ ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے۔ امید ہے کہ ناظرین مرحوم کو دعائے خیر اور سورہ فاتحہ و اخلاص سے محروم نفرمائینگے

زیارت منظوم حضرت صاحب الزمان علیہ الصلوۃ والسلام

از شاعر نازک خیال سخنور بےمثال مخزن فصاحت و بلاغت جناب خلیفہ سید محمد محسن صاحب المتخلص بہ ہتیان مرحوم و مغفور

سلام آپ پر اے صاحب زمین و زماں
تمام خلق کے سلطان خلیفہ رحمان

سلام آپ پر اے زیب زمین و رشک سماں
ضیاؔ و نور الٰہی میان کون و مکان

سلام آپ پر اے جانشین ختم رسل
امام مفترض الطاعت جن و انسان

سلام آپ پر اے قائم ای ابو القاسم
محمد بن حسن پیشوائے عالمیان

سلام آپ پر اے اہل دعوت نبوی
بصولت علوی منتقم شہ و شاہان

ہیں وارث آپ شہا فاطمہ عصمت کے
ہیں آپ میں حسنی حلم و خلق ہیں قربان

وہی شجاعت و صبر حسینی آپ میں ہے
وہی عبادت سجادی اور وہی عرفان

ہیں باقریہ مآثر وجود اقدس میں
ہیں ذات پاک سے آثار جعفریہ عیاں

ہیں جمع سرور عالم میں کاظمیہ علوم
ہیں آپ صاحب رضویہ حجتہ و برہان

ہے وصف آپکا جود و تقاوت تقوی
تقاوت تقوی یا عطوفت و احسان

شنہ زمانہ میں ہی عسکریہ ہیبت و رعب
ہیں آپ قائم بالحق بامر رب جہان

حضور مقسط دین خدا ہیں از رہ عدل
ہیں آپ ناصر و منصور و غالب و سلطان

صلوۃ وسطےٰ ہیں اولی اور آخری ہیں
ہیں آپ کلمۂ علیائے خالق سبحان

ہیں آپ آئی اسے الصدق مطلقاً آقا
ہیں آپ نائب سبحان اور اسکے امن و امان

حضور مظہر ایمان شریک قرآن ہیں
ہیں آپ حجتہ رحمان بہ آشکار و نہان

ہیں آنجناب حدود الہ کے حافظ
بعلم و فضل خدا داد قاطع برہان

ہیں آپ غائب و مستور و منتظر حجتہ
مگر ہے بحر ہدایت کا فیض بے پایان

مقطع قطعہ بند دعائیہ

ہمارے عصر کے اے پیشوا و صاحب امر
امام مہدی ہادی شہنشۂ دوران

تصدق اپنی ولادت کے جشن عالی کا
ہماری مشکلیں فرمائیے تمام آسان

امیدیں سبکی برآئیں مرادیں مل جائیں
ہم اس خوشی کی بدولت شتاب ہوں شادان

ہمیشہ باہمہ یمن و خجستگی ہر سال
نصیب ہمکو ہے عید نیمۂ شعبان

حضور شاہ سے ہو جلد تر جہاں پر نور
بنے ہر ایک مکان رشک روضۂ رضوان

منور آنکھیں متین کی جمال پاک سے ہوں
حصول ہووے قدمبوسئ امام زماں

قصیدہ

از جناب مولوی سید ذو الفقار حسین خانصاحب ذو الفقار جونپوری

مصنف تنقید الموازنہ رئیس جونپور

پھر بہار آئی چمن میں پھر ہے تازہ انتظام
پھر نئے انداز سے چلنے لگے کبک و حمام

پھر نسیم صبح چلتی ہے خرام ناز سے
پھر ہوا ہے بہمن و دی کا چمن سے انعدام

شاہ گل پھر تخت گلشن پر ہوا رونق فروز
بلبلیں ہیں گرد جیسے ہوں کھڑے حبشی غلام

اب کہاں دور خزاں ہے اب کہاں گرمی کے دن
حکم شاہی سے ہوا ہے دشمنوں کا قتل عام

بادلوں کی فوج کے سر پر ہی سہرا فتح کا
قلعہ باد خزاں کا کر چکی ہے انہدام

منتظر احکام شاہی کے کھڑے اشجار ہیں
ڈالیاں ہیں یا کھنچی ہے فوج میں ہر سو حسام

ہے یہ پتوں کی صدا یا بج رہے ہیں [illegible] و دف
ہر طرف ہے لشکر سرو صنوبر کو قیام

اہتمام جشن میں مصروف ہیں جو مچھلیاں
کھنچ گئے ہیں نہر میں ہر سو حبابوں کے خیام

چنکے اوڑھا ہے دوپٹہ موج نے کس لطف سے
بدلی ہے پوشاک دریا کی ہے لب پر ابتسام

جام میں اپنے حبابوں نے بھرے ہیں در صدف
لائی ہے گرداب بھر کر نذر کو خوان طعام

خوشنما کیسی ہے سر پر حوض کے آبی ردا
ہے کنول کے جسم پر ملبوس زر دوزی تمام

خلعت پر نور سے آراستہ ہوتی ہے صبح
ہو رہا ہے لالہ و ریحاں زر کا انقسام

نہر شیر صبح میں غوطہ لگایا مہر نے
دھوپ ٹھنڈی ہے نظر آتا نہیں گرمی کا نام

صحن گلشن ہے نئے انداز سے آراستہ
ہے کہیں پر فرش قالین اور کہیں سنگ رخام

سرخ ٹوپی کج پہنے ہے گل تاج خروس
سبزہ بیگانہ کے بر میں ہے تمام سبز فام

زلف کا موباف کھولا سنبل پیچاں نے بھی
ہے بنفشہ کر رہی کنگھی کا سارا اہتمام

ہے لباس سبز سے آراستہ سروِ چمن
پہنے ہے کس شوق سے لالہ کلاہ سرخ فام

نذر کو لیکر درِ شبنم کا مالا ہاتھ میں
حاضر دربار ہے عرصہ سے نسیرن نیکنام

ہو گئے حاضر ثمر لیکر مٹھائی کے طبق
سیب رماں۔ فالسہ۔ امرود۔ انگور اور آم

مست ہو کر گا رہے ہیں طائرانِ خوشنوا
بیگیا ہے سنبل پیچاں کی خوشبو سے مسام

شاہ گل کو چتر کی کچھ بھی نہیں حاجت رہی
سر پہ ہے سایہ کئے پر کا ہمائے نیک نام

قمریوں کے نغمۂ دلکش کا ہے آتنا اثر
سرو کو سکتا سا ہے کرتا نہیں کچھ بھی کلام

حکم ہوتا ہے شہ گل کا کرو اس گل کی مدح
جسکے صدقے میں ملی ہے عیش کی دولت تمام

جو گل تر دامن زہرا میں ہے پھولا پھلا
مہدی شاہ زمن مشہور ہے جس گل کا نام

حجت خالق امام عصر شاہ دو جہان
کام دنیا کے سدا پاتے ہیں جس سے انصرام

جس گل تر کے ہیں بلبل جبرائیل نیکذات
جنت الفردوس میں جس پھول کا شہرہ ہے عام

ہمت و جرات میں جو گل شہرہ آفاق ہو
نام سے جسکی لرز جاتے ہیں رستم اور سام

جسکے دروازے پہ کہتے ہیں ملائک روز و شب
قائم آل محمد مہدی دین السلام

حکم شاہی سے یہ مطلع پڑھ رہی ہے عندلیب
جسپہ قربان ہو رہا ہے مطلع عبد صیام

مطلع

ساقی مہوش پلا دے اوس مئے اطہر کا جام
جسکے نشہ میں سناؤں مدح مولا کے امام

خانہ اقدس میں وہ نور خدا روشن ہوا
عرش اعلے سے زمین تک ہو رہی ہے دھوم دھام

زرجین خاتوں کے برمین ہے نور ایزدی
اللہ اللہ اک کنیز خاص کا یہ احتشام

روشنی سے بے خبر گی چشم جلیمہ میں ہوئی
ہو گئی بیہوش مادر مثل موسے لا کلام

دل لگا کر سن رہی ہیں خواہر ابن مرتضی
آتی ہے آواز تسبیح خدائے ذوالکرام

مژدہ جاں بخش سنکر آتے ہیں ابن علی
ہو کے خوش کہتا ہے وہ مولود یا السلام

گود میں لیتے ہیں خوش ہوکر امام دو جہان
ہنس کے فرماتے ہیں یہ دونوں جہاں کا ہے امام

اوڑ رہے ہیں طائر افلاک گرد اوس نور کے
روشنی سی جسکے روشن ہو رہے ہیں قصر و بام

چومتا ہے دست انور جھک کے اک طائر سفید
عرش پر لیجا رہے کہتے ہیں یہ سنکر امام

لیکے بچہ طائر عرش بریں غائب ہوا
ہو گئی بیتاب و محزون مادر عالی مقام

ہنس کے نرجس سے کہا حضرت نے یہ معراج ہے
ہے یہ فرزند نبی کا پیش خالق احترام

ہیں رسول آخری جسطرح سے شاہ رسل
ہے اوسی صورت سے یہ فرزند امت کا امام

طائر فرخندہ پے ہیں جبرئیل مامور
تھا یہاں حکم الٰہی سے ملک کا ازدحام

خدمت شاہ رسل میں عرض کرائی ذوالفقار
ہو مبارک یہ پسر اے سرور خیر الانام

ہو مبارک حیدر کرار کو ایسا پسر
فاطمہ کو ہوں مبارک مہدی عالی مقام

ہوں مبارک رایت ختم رسالت کو حضور
ذوالفقار شیر داور کو مبارک ہو امام

پھر کبھی آئیگا اب ہوتا ہے رخصت ذوالفقار
قائم آل محمد مہدی دین السلام

قصیدہ بمدح امام المنتظر صاحب العصر والزمان عجل اللّٰہ فرجہ و سہل اللّٰہ مخرجہ و نبذی از احوال مدرسہ نور المدارس امروہہ زیرا کہ سالگرہ مدرسہ مذکور دریں تاریخ واقع شدہ است - ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۴۳ھ

فصل بہار آمد گل صد ہزار آمد
در نخل یار آمد بستان شدہ است رعنا

ہر جا شگفت لالہ بلبل گذاشت نالہ
بارید ابر ژالہ ماندہ خزان زلیخا

برگل فشاند گوہر شاداب شد صنوبر
بوئید ورد و عنبر در گلستان دنیا

برخاست ابر رحمت پر لطف و پر لطافت
تا بارد از نظافت گلشن کند دمن را

گلزار دہر از وے تسکین یافت از وے
سرسبز گشت ہر شئے در بر و بحر و صحرا

تازہ شقائق از وی ناضر حدائق از وے
نفع خلائق از وے دنیا ز وے زلیخا

ساقی بدہ پیالہ گلرنگ مثل لالہ ‌‌ باشد خنک ز ژالہ یعنی مئے طہورا
ایدوں ز دیر بگذر ساقی شتاب آور ‌‌ جام مئے معطر پاکیزہ و مصفا
زیرا چہ عید نوروز میمون فال و فیروز ‌‌ آمد ز غیب امروز خوش کردہ ست دلہا
پیدا شدہ آن امامے کو شرع را نوامی ‌‌ بل دین را نظامے مدحش برون ز انشا
نورش مہ منور چہرہ اش مہر انور ‌‌ چشمش فروغ اختر عدلش جہان پیرا
جودش مثال دریا رویش ہمال بیضا ‌‌ گوئش حصار کعبہ بامش سپہر اعلی
ذاتش یم ہدایت قلبش در عنایت ‌‌ او خاتم ولایت علمش برون ز احصا
این مدرسہ سراپا حالش ہمہ ہویدا ‌‌ بنیاد و اصل او را امنیش نمود بر پا
کان علوم مشرق علم نبی را عاشق ‌‌ طلودش بلند و شاہقش گویا سپہر آسا
نورش فگند سایہ بر ہر کہ خواست پایہ ‌‌ عزمش بلند پایہ جودش رسیدہ ہر جا
این درس گاہ اعلی در حسن درس بالا ‌‌ از فضل حق تعالی ہر دم عروج پیدا
بانیش در سخاوت چون ابر لطف رحمت ‌‌ ماہ سما و ہمت خورشید جود و تقوے
کردہ است مال و جان را نذر جناب مولے ‌‌ اجرش بہ خدا در ملک دین و دنیا
انعام عام بخشد در جود غمام بخشد ‌‌ دار السلام بخشد او را خدائے یکتا
صدر مدرس اعظم فرد زمان و اعلم ‌‌ در اہل فضل اکرم دریای جود و تقوی
آن باعث وجودش بر پا کن عمودش ‌‌ ہر لحظہ خواست سودش در بزم صباح و امسا
خورشید برج ہمت ماہ سمار عظمت ‌‌ نجم علو و رفعت مہتاب زہد و تقوی
او عالم جلیل است او فاضل نبیل است ‌‌ بے مثل و بے بدیل ست مدحش برون ز انشا
او راہ بحر شریعت او عالم حقیقت ‌‌ او سالک طریقت علمش رسیدہ ہر جا
ابنش علوم دین را علامہ ہست حقا ‌‌ فاضل تقی و انقی ہادی دین و دنیا
او مجتہد ہمانا عادل کریم و دانا ‌‌ او شرع را خزانہ بے شک و ریب و خفا

تا بُبد دین از وے علم و یقین از وے	ز و مستفید ہر شے او بحر فیض ماولے
او عمدۃ الافاضل او مجمع الفواضل	او مخزن الفضائل او منتقی و لے تقے
یوسف حسین نامش صد عز و احتشامش	ذی احتلا مقامش در ملک دین و دنیا
ایں مدرسہ ہمیشہ این حاضرین جلسہ	مانند خوش خدایا در ہر صباح و امسا

السید تبارک حسن ملا فاضل

استغاثہ

ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفٰتحین

بخدمت جمیع مجتہدین و علمائی و فضلائی و مفتیان و مولویان و رؤسا و امرا و نوابان و غربائے شیعہ ہند و پنجاب + بعد از السلام علیکم واضح رہے۔ کہ تحصیل بھالیہ کا فسا اور حادثہ جان گداز غالبًا آپ سن چکے ہونگے۔ بچارے سادات شیعہ تحصیل بھالیہ نیم جان و بر لب گور ہو رہے ہیں۔ کنوؤں سے پانی بھرنا بند کیا گیا ہے کہیں ہر قسم کے کام کرنے سے روکے گئے نکاح مستورات فسخ و فاسد۔ تنور روٹی سے روٹیاں بند۔ مسجدوں سے نماز ممنوع۔ مال لوٹا گیا۔ بعض موقعہ پر اکیلے دکیلے سید کو پکڑ کر جبرًا سنی بنایا گیا۔ اہل بیت سے بیزاری طلب کی گئی۔ سیدوں کے گھروں میں تلاشی لیکر کتب مذہبہ و دیگر کتابیں شیعہ جلائی گئیں کافر۔ مرتد بیدین اور واجب القتل کے فتوے سنائے گئے۔ بلوہ کر کر سادات کے قتل کا ارتکاب کیا گیا۔ سیدوں کے گھروں میں باہر سے پتھر پھینکوائے گئے۔ یکم مارچ ۱۹۱۴ع سے لیکر ۵ اپریل ۱۹۱۵ء تک مذکورہ بالا ظلم برابر جاری ہے۔ بلکہ کل یوم ابتر کا مقولہ صادق آرہا ہے۔ اسمیں شک نہیں ہے کہ یہ ظلم تو جدید نہیں ہے ہ مگر ایسے زمانہ کے لحاظ سے جبکہ عادل گورنمنٹ کا راج ہے اور ہر مذہب کے فرقہ کو آزادی دی گئی ہے۔ تو آخر ماننا پڑتا ہے۔ کہ یہ ظلم جدید ظلم ہے۔ اور واقعی ایک عظیم جور و ستم کیا گیا ہے + افسوس صد افسوس ہزار لاکھ ملکہ

کروڑ افسوس- کہ بچارے سادات شیعہ ایسے وقت میں بیت ذیل کے مصداق ہو رہے ہیں

بر مزار ما غریباں نے چراغے نے گلے
نے پر پروانہ سوزد نے صدائے بلبلے

اور نیز اس شعر کے معیار ہیں۔

شب تاریک و بیم موج گرداب چنیں حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

آخر غریبوں نے تنگ آکر زیر دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند و ۲۹۸ و ۵۰۰ کے مقدمات شروع کئے۔ ۲۵ جون ۱۹۱۴ء کو استغاثہ شروع ہوا۔ اور سرکل انسپکٹر صاحب ڈنگہ پولیس نے دو تین سو گواہان معتبرہ جسمیں غیر اسلام بھی شامل ہیں۔ دو ڈیڑھ ماہ کی کامل تفتیش کر کے مقدمہ کو چالان عدالت کر دیا۔ مگر کیا بنا تھا۔ ضلع گجرات کے مجسٹریٹ سنی۔ سررشتہ دار سنی سپرنٹنڈنٹ سنی۔ سرکاری وکیل سنی۔ آخر ایک بھی پیش نہ گئی۔ اور ۱۵۳ الف اوڑا کر صرف ۵۰۰ دفعہ و ۲۹۸ پر اکتفا کیا گیا۔ اور چار ماہ تک مثل کو دبائے رکھا۔ آخر گواہان استغاثہ گذرے۔ اور ۱۹ مئی ۱۹۱۵ء کو آخری تاریخ بحث وکلائے فریقین کی مقرر ہوئے ادھر تو یہ حال + ادھر سنی وکیل مفت بنام محرم علی چشتی لاہوری سنی ملازمین معاون پلیڈر اور مختار مفت تاریخ پر آتے ہیں چپڑاسی سے لیکر اعلیٰ حاکم سنی تک امداد ہو رہی ہے ایک اکیلا مستغیث سید صادق حسین کیا کرے۔ ایک سال دو ماہ گذرے۔ اس بچارے کا گھر بار تباہ۔ لڑکے بالے بھوک سے تنگ جدھر جاتا ہے ہرن کے شکار کی طرح ھل من مبارز و اقتلوا ھذا الرجل و اضربوا ھذا السید کے نعرے بلند ہیں۔ حتیٰ کہ اس بچارے کے دو تین آدمی جب فوت ہوئے۔ تو میت دو دن اور دو رات بلا کفن و دفن پڑی رہی۔ آخر ننھے ننھے سیدوں کے لڑکوں نے اور مستورات نے کدال اور پھاوڑے خود لیکر قبریں کھودیں + پہلے چندہ کا حساب درم بدرم کوڑی بکوڑی پیسہ بہ پیسہ تک موجود ہے۔ کوئی شیعہ صاحب کسی قسم کی بدگمانی نہ کرے۔ اللہ اللہ صرف ظلم کے دور کرنے اور عزت کے برقرار رکھنے کے واسطے مقدمہ کیا جا رہا ہے۔ ادھر غربا

شیعہ کا یہ حال ادھر رؤسا و امرار شیعہ کا یہ حال اور نواب صاحبان شیعہ کا یہ منوال۔ کہ بستر راحت و خوشی پر آرام کنان و خندہ دہان و مضحکہ گراں اور بر مصداق این سے ما راچہ از ین قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت + ہو رہے ہیں + آخرای محبان امام مظلوم۔ اپنے مظلوم شیعہ کی مالی و جانی امداد کرو۔ اور سہرہ والذین آمنوا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم سرپہ رکھو۔ خداوند تعالیٰ اور چہاردہ معصومین علیہم السلام کے واسطے ان بچارے شیعہ کی امداد اور خبر لو اور ان کے دیدہ گریان اور سینہ بریان کے زخم پر خندہ دہانی اور فراخ پیشانی کی مرہم لگاؤ۔ ہائے افسوس ایک بچارا مستغیث کیا کر سکتا ہے۔ وما علینا الا البلاغ +

الراقم مولوی سید کرم حسین شاہ نقوی الشیعی۔ ہیڈ ماسٹر سکول منابہ گوندل ضلع گجرات ۶ ؍ مئی ۱۹۱۵ء

فریاد شیعان تحصیل پھالیہ بحضور جملہ مومنین شیعہ

مکرمی و معظمی بندہ جناب اڈیٹر صاحب البرہان دام مجدہٗ

السلام علیکم۔ بندہ کی سکونت اوس منحوس ضلع گجرات و بالخصوص تحصیل پھالیہ میں ہے۔ کہ جہاں اس قدر مذہب شیعہ کی قلت ہے کہ جس کی مثال میں یہی ضلع پیش کیا جاتا ہے۔ اس ضلع میں سالم اثنا عشریہ کی صرف موضع موجیانوالی ہے جس کے باشندے عموماً مسکین ہیں۔ باقی فی صدی پانچ موضع ہیں۔ ایک دو گھر شیعہ وہ بھی مسکین آباد ہیں۔ اور کمترین مستغیث منجانب شیعہ کی کلی کیفیت یہ ہے۔ کہ آبا و اجداد بندہ کے بحالت تقیہ صوفی سجادہ نشیں بنکر جابجا معافیاں کھاتے۔ اور یہاں کے تمام رئیسوں کے پیر کہلاتے اور شیرینیاں لیتے۔ بڑی عزت سے گذران کرتے تھے۔

بندہ کی جب نظر آزادی زمانہ پر پڑی تو بندہ نے برملا ترغیب مذہب حقہ شیعہ امامیہ کی طرف عام لوگوں کو دعوت دینی شروع کی جتنے کہ موضع

موجیانوالے کے تمام گاؤں شیعہ ہونے پر علمائے اہل سنت نے موضع بموضع شور مچا کر تمام علاقہ کو مجھ سے متنفر و منحرف کر کے تمام معافیان و شیر نیہان بند کرا دیں ۔ لیکن بندہ نے اپنے مشن کا کام نہ چھوڑا آخر بعد از زمانہ دراز کے ماہ مارچ ۱۹۱۴ء میں مولوی احمد دین ساکن پات شہانی ضلع جہلم نے اس علاقہ میں آکر اپنے وعظوں میں علانیہ شیعوں کو کافر کہنا شروع کیا۔ اور اس علاقہ کے تمام ملاں اس کی اعانت پر کمر بستہ ہو گئے۔ اس احمد دین مذکورہ کو گاؤں بہ گاؤں تمام علاقہ میں پھرایا وعظ کرائے روپے ولائے۔ یکا دوکا شیعوں کے گلے میں رسیاں ڈلوا کر سخت بیعزت کرائے کافر خارج از اسلام مرتد سور سے زیادہ نجس قرار دیکر اون کی عورات یعنی شیعہ کی سے بلا طلاق عقد ثانی حلال کر دیا۔ چنانچہ ایک بیچارے سید کی عورت چھینکر دوسرے مرد نومسلم کے عقد میں دیدی - پھر ۲۹- اپریل ۱۹۱۴ء کو بمقام قادر آباد مناظرہ مابین سنی و شیعہ ہو کر سنی جھوٹے ہوئے۔ مگر میدان مناظرہ سے فرار کر کے ایک مجمع لاتعد عام جہلا کا منعقد کر کے احمد دین و غلام رسول وغیرہ ملایان سنیہ نے تمام زمیندار اقوام راجھا و تارڑ و گوندل جہلا کو خوب اشتعال دیا اور بھڑکایا۔ اور قسمیں لے لیں کہ ان کے تنوروں سے روٹیاں مساجد سے نماز ین چاہوں سے پانی گورستانوں سے میتیں گاڑنی اور تمام کمینوں سے کام بند کر دو - کیونکہ یہ شیعہ کافر سور سے زیادہ نجس ہیں - ان کی عورات لیلو یا مال لوٹ لو حلال ہے - آخر ۲۵ جون ۱۹۱۴ء کو بندہ نے مع سید رکن عالم شاہ و شاہ محمد تین استغاثہ کئے - اور ایک استغاثہ زیر دفعہ ۴۹۴ مسمے امام شاہ سے کرایا - جس کی عورت چھینی گئی تھی۔ لیکن خرچ تمام مقدمات کا بندہ نے اپنے ذمے قوم کے بھروسہ پر لیا - کیونکہ مستغیث بالکل نادار تھے - اب تک

ایک ہزار آٹھ سو پینتیس ۱۸۳۵ روپیہ کل مقدمات پر خرچ ہو چکا ہے جس میں ایک سو روپیہ بندہ کے گھر کا تھا۔ اور تین سو پینتیس ۳۳۵ روپیہ قرضہ اٹھا کر بندہ نے خرچ کیا ہے۔ اور باقی ایک ہزار پانچ سو روپیہ قوم کا امدادی ہے۔ اور مقدمات کی اب یہ حالت ہے۔ کہ ملزمان مولویان اہل سنت پر فرد قرارداد جرم زیر دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند توہین مذہب و زیر دفعہ ۴۹۴ مکرر ازدواج لگایا گیا ہے اور ۲۵ جون ۱۹۱۵ء و ۵ جولائی ۱۹۱۵ء تاریخین مقرر ہیں اور اب فدوی کو قرضہ بھی نہیں ملتا اور روپیہ کی اشد ضرورت ہے۔ اور ہمارے رونے چلانے کی آواز کئی دفعہ بذریعہ ہر چہار اخبار شیعہ یعنے۔ اصلاح۔ البرہان۔ اثنا عشری۔ امامیہ کے قوم کے کانوں تک پہونچ چکی ہے معلوم نہیں کہ قوم حمیت و غیرت سے دست بردار ہو چکی ہے۔ یا ہم غربا و مساکین محبان اہلبیت اطہار نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کوئی غلطی قوم نے سوچی ہوئی ہے۔ اگر کوئی ہم بندگان امیر المومنین علیہ السلام کی غلطی ہے۔ تو ہمیں تفہیم فرما کر تنبیہہ فرمائی جائے یا معاف فرمایا جائے اگر عند اللہ و عند الرسول ہماری امداد کرنی ضرور ہے۔ تو ضرور واسطے محمد و آل محمد و ناحق خون سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے بہت جلدی امداد فرمائی جاوے:۔ ؎

وقت پر کافی ہے قطرہ آب سر انجام کا
جل گیا جب کھیت مینہہ برسا تو پھر کس کام کا

اگر اب قوم نے ہماری امداد پر توجہ نہ فرمائی تو پھر ہم یہ استغاثہ بحضور حضرت صاحب العصر علیہ السلام کے برخلاف قوم خود پیش کرینگے۔ نیز بعالی خدمت جناب مولانا مولوی محمد سبطین نہایت درد سے التماس ہے کہ محض یہ چند سطور ناقابل توجہ قوم ہی نہ شائع فرما دیں۔ بلکہ بذات خود محرک قوم ہو کر

ہم مظلومان کی امداد فرما کر اجر عظیم خداوند کریم سے پاویں اور ارواح چہاردہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین کو شاد فرماویں۔ والسلام

نیاز آگین سید صادق حسین مستغیث منجانب شیعہ ساکن لیدی
ڈاک خانہ پھالیہ ضلع گجرات پنجاب

ترجمہ الشہادتین - یعنی جناب مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کی بے نظیر تصنیف سر الشہادتین کا عام فہم وسلیس اردو ترجمہ مع اصل کتاب مترجمہ جناب خواجہ مولوی غلام الحسنین صاحب پانی پتی مع زیادتی طہریت ابواب و تذکرہ مصنف۔ قابل دید رسالہ ہے۔ جملہ اصل الکلام وعاشقان حسینؑ ضرور اور جلد طلب فرمائیں۔ یہ رسالہ بطور سند ہر شخص کے پاس رہنا چاہئے۔ قیمت صرف ۳ر

ذبح عظیم - جناب چودھری جعفر حسین صاحب بی۔ اے مرحوم کا بے بہا رسالہ جو اپنے طرز جدید اور خوش اسلوبی کے ساتھ مختصراً جمیع حالات کربلا کے شامل ہے اور مرحوم کی یادگار میں دفتر البرہان نے شائع کیا ہے۔ اکثر نسخے بطور وقف تقسیم کئے گئے۔ صرف تھوڑی سی جلدیں بغرض فروخت رکھی گئی ہیں۔ شائقین بہت جلد طلب فرمائیں۔ قیمت صرف ۳ر

نور العین فی جواز البکا علی الحسینؑ - جناب زبدۃ العارفین مولانا مولوی سید محسن علی شاہ صاحب کی بے نظیر تصنیف۔ قیمت ۵ر

منیجر البرہان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۷

فہرست کتب موجودہ دفتر البرہان

نوٹ۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار ہے۔ آٹھ آنے سے کم کتابیں بذریعہ وی پی روانہ نہ ہونگی۔ اس سے کم مقدار کے لیے ٹکٹ آنے چاہئیں۔

البدر التمام اُردو ترجمہ الھیئة والاسلام۔ یہ کتاب اپنی وضع میں بالکل نئی ہے۔ اس میں ثابت کیا ہے کہ علم ہیئت جدید جو زمانہ موجودہ کی تحقیقات کا مایۂ ناز ہے۔ وہ پیغمبر خدا اور اُن کے اصحاب واہلبیت کرام اب سے تیرہ سو برس قبل نہایت توضیح کے ساتھ بیان فرما چکے ہیں۔ جبکہ نہ علوم کی یہ ترقی تھی۔ اور نہ آلاتِ تحقیق ایجاد ہوئے تھے۔ قیمت عہ٭ مجلد عہ۔

تحفة الاتقیاء اُردو ترجمہ تنزیہ الانبیاء۔ یہ کتاب تخطیة الانبیاء کا جواب ہے جس کے مصنف نے حضرت آدمؑ سے تا حضرت خاتمؐ اکثر انبیاء پر الزام لگانے میں دریغ نہیں کیا۔ اس کتاب کے مصنف نے عصمتِ انبیاء پر براہین عقلیہ قائم کر کے ہر شبہ کا جواب خوبی سے دیا ہے۔ قیمت عمر مجلد عہ۔

سحر مبین فی اوصاف المعصومینؑ یعنی چہاردہ معصومینؑ کے سچے اور صحیح فضائل و مناقب میں ایک نادر اور جدید مجموعہ نظم۔ نہایت خوش خط و خوشنما۔ رنگین و سنہری ٹائٹل پیج۔ قیمت ۸ر مجلد ۱۲ر

اخلاق المعصومینؑ۔ از حضرت خاتم النبیینؐ تا حضرت خاتم الوصیینؑ چہاردہ معصومینؑ کے مکارم اخلاق کا نمونہ۔ اُردو زبان میں ایسا مجموعہ موجود نہیں۔ قیمت ۸ر

طریقة الصلوٰة جس میں جملہ واجب اور بعض سُنتی نمازوں کے طریق اور احکام کو اس طرح بیان کیا ہے کہ معمولی لیاقت کا آدمی بھی آسانی سے سیکھ سکتا ہے۔ قیمت ۲ر

الدرر الفوائد فی احسن العقائد۔ بچوں کی تعلیم کے لئے ایک نادر اعتقادیہ رسالہ۔ قیمت ۱ر

صحیفہ رضویہ مع ترجمہ اُردو۔ جو خلیفہ مامون رشید کی خواہش کے موافق حضرت امام رضاؑ نے تحریر فرمایا تھا۔ جس میں جملہ اصول و عقائد کو نہایت مختصر بیان فرمایا ہے۔ قیمت ۱ر

مینیجر البرہان بازار حکیماں لاہور سے طلب کرو